رہنمائے شیعہ
مصنف
مولانا افتخار احمد حبیبی قادری
با اہتمام
محمد قاسم قادری عطاری ہزاروی
ناشر۔ مکتبہ غوثیہ ہول سیل پرانی سبزی منڈی کراچی
Muhammad Bahadur Hazarvi

(ادارہ) عبد مصطفیٰ یا رسول اللہ ﷺ

راہنمائے شیعہ

مصنف

مولانا افتخار احمد حبیبی قادری

باہتمام

مولانا محمد قاسم عطاری قادری ہزاروی

ناشر

مکتبہ غوثیہ ہول سیل

سابق سبزی منڈی محلہ فرقان آباد، بابا جلال بلڈنگ، کراچی نمبر ۵

4926110- 4910584

موبائل: 0300-2134630

نام کتاب : راہنمائے شیعہ

مصنف : مولانا افتخار احمد حبیبی قادری

با اہتمام : مولانا محمد قاسم عطاری قادری ہزاروی

ناشر : مکتبہ غوثیہ ہول سیل

اشاعت : صفر المظفر 1423ھ ، مئی 2002ء

صفحات : 56

قیمت : روپے

کمپوزنگ و ٹائیٹل ڈیزائننگ

الریحان گرافکس

(فون موبائل: 0320-5028160)

(فون موبائل: 0320-5033220)

فہرستِ مضمون

عرضِ ناشر

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ عزوجل کے لئے ہیں اور درود وسلام ہو پیارے مصطفیٰ کریم ﷺ پر جن کو اللہ عزوجل نے تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔ الحمدللہ کتاب ''راہنمائے شیعہ'' خطیب اہلسنّت، مناظر اہلسنّت حضرت علامہ ومولانا افتخار احمد حبیبی کی تصنیف ہے۔

یہ کتاب شیعہ مذہب کے متعلق ایک اہم معلوماتی اور جامع کتاب ہے۔ الحمدللہ مکتبہ غوثیہ اس کتاب کو شائع کرنے کی سعادت حاصل کررہا ہے۔ چونکہ حضرت علامہ مولانا افتخار احمد حبیبی صاحب نے مکتبہ پر تشریف لاکر مکتبہ غوثیہ کو رونق بخشی اور اپنی تمام کتابوں کی اجازت بھی مرحمت فرمائی۔ ہم اراکین مکتبہ غوثیہ ان کے تہہ دل سے مشکور ہیں کہ انہوں نے اس سلسلے میں مکتبہ غوثیہ کا انتخاب فرمایا۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ عزوجل اپنے پیارے حبیب کریم ﷺ کے صدقے حضرت کا سایہ تادیر اہلسنّت وجماعت پر قائم ودائم رکھے۔ اور ہمیں حضرت کی شخصیت سے مستفیض ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

خادم دارالعلوم غوثیہ ومکتبہ غوثیہ

محمد قاسم عطاری قادری ہزاروی

شرف انتساب

میں اپنی اس کاوش کو خلیفہ اوّل امیر المؤمنین و خلیفہ بلا فصل رسول اللہ ﷺ سیّدنا حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ و خلفاء ثلاثہ اور جمیع صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کی عِفت مآب عظمتوں کے نام کرنے کا شرف حاصل کرتا ہوں۔

﴿گر قبول افتد زہے عزّ و شرف﴾

افتخار احمد حبیبی قادری

۱۵ جنوری ۲۰۰۰ء

اِبتدائیہ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ط

حضرت مولانا الحافظ القاری افتخار احمد حبیبی قادری ایک جید عالم، ممتاز محقق اور بلند پایہ دانشور ہیں۔ اپنے معاصرین میں آپ کو ایک نمایاں مقام اور منفرد حیثیت حاصل ہے۔ بلوچستان کے صوبائی دارلحکومت کوئٹہ میں علم دین کی تبلیغ و ترویج میں ہمہ تن مصروف و مشغول ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ بلوچستان علمی و ادبی ترقی کے حوالے سے نہایت پس ماندہ علاقہ ہے اور مستزاد یہ کہ یہاں وسائل و ذرائع کی کمی بھی علمی ترقی کے لئے بہت بڑی رکاوٹ ہے اس کے باوجود حضرت موصوف اپنے گرامی مرتبت والدِ بزرگوار اور برادر ذی وقار کی معیت میں علم دین کی شمع کو روشن کئے ہوئے، جو کہ ایک جہاد اکبر سے کم نہیں ہے۔

حضرت علامہ موصوف متعدد تحقیقی کتابوں کے مصنف ہیں۔ زیر نظر کتاب (رہنمائے شیعہ) اسی سلسلۂ زریں کی ایک کڑی ہے۔ حضرت موصوف اپنے پہلو میں ایک درمند دل رکھتے ہیں۔ ان کی خواہش ہے کہ حق کا بول بالا ہو، نور کا اجالا ہو۔ آفتاب اسلام کی ضیاپارکرنیں ہر طرف پھیل جائیں اور پوری دنیا کو منور کر کے باطل کی تاریکیوں کو ختم کر دیں۔ اسی مقصد کی خاطر درس و تدریس کے ساتھ تصنیف و تالیف کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے، تا کہ حق کی آواز متوثر انداز میں لوگوں کے کانوں تک پہنچے۔ آپ کا اندازِ تحریر انتہائی سادہ، باوقار اور سلیس ہونے کے علاوہ نہایت شگفتہ اور دلنشین ہے۔ مشکل تراکیب اور مغلق کلمات سے کلیتہً اجتناب کیا گیا ہے تا کہ ہر سطح کا قاری اس علمی اور تحقیقی کاوش سے بھرپور استفادہ کر سکے۔

رہنمائے شیعہ میں چند ایسے بنیادی مسائل پر تحقیق کی گئی ہے، جن کی وجہ سے اہل سنت اور اہل تشیع کے درمیان اختلاف کی ایک گہری خلیج حائل ہے۔ ان مسائل پر نہایت دھیمے اور دردمندانہ لب و لہجے میں گفتگو کر کے حقیقت کو روزِ روشن کی طرح یوں بے نقاب کر دیا گیا ہے کہ کوئی بھی ذی شعور اور حقیقت پسند انسان اس سے انکار نہیں کر سکتا۔ تعصب، ضد اور ہٹ دھرمی کا تو کوئی علاج نہیں، لیکن حق کی جستجو کا جذبہ دل میں موجود ہو تو یہ کتاب راہنمائی کے لئے کافی ہے۔

ان مسائل میں سے ہر ایک مسئلہ پر ویسے تو ایک ضخیم کتاب ترتیب دی جا سکتی ہے، لیکن مؤلف علام نے اختصار کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے ایک مختصر سا مجموعہ تیار کیا ہے کیونکہ " خَيْرُ الْكَلَامِ مَاقَلَّ وَدَلَّ "(بہترین کلام وہ ہے، جو قلیل الفاظ وکلمات پر مشتمل ہو، لیکن اپنے معنیٰ ومفہوم پر بھرپور دلالت کرے۔) سمجھنے والوں کے لئے تو یہی کافی ہے۔ البتہ نا سمجھنے والوں کے لئے دفتر بھی ناکافی ہے۔

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر

مردِ ناداں پہ کلام نرم و نازک بے اثر

اَللّٰهُمَّ اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝ اٰمِيْنَ. يَارَبَّ الْعٰلَمِيْنَ بِجَاهِ حَبِيْبِكَ الْمَبْعُوْثِ رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهِ الطَّيِّبِيْنَ وَخُلَفَائِهِ الْمَهْدِيِّيْنَ وَسَآئِرِ الصَّحَابَةِ اَجْمَعِيْنَ ۝

خادمِ اہلسنت

محمد افضل منیر (ایم۔اے) عفی عنہ

فاضل دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف۔ ضلع سرگودھا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لفظ شیعہ کی تحقیق

سوال :

قرآن حکیم میں شیعوں کی بڑی تعریف آئی ہے۔نبیوں اور ان کے پیروکاروں کو شیعہ کہا گیا ہے۔ مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں مذکور ہے کہ جب آپ شہر میں داخل ہوئے تو آپ نے دو آدمیوں کو لڑتے ہوئے دیکھا۔ ان دونوں کا تعارف خدا تعالےٰ نے ان الفاظ میں کرایا:

هٰذَا مِنْ شِيْعَتِهٖ وَهٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ (القرآن)

(کہ ایک تو موسیٰ علیہ السلام کا شیعہ تھا اور دوسرا موسیٰ علیہ السلام کا دشمن تھا۔)

معلوم ہوا کہ جو نبی کو مانے وہ شیعہ ہے اور جو نہ مانے وہ شیعہ نہیں ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَاِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ لَاِبْرَاهِيْمَ (القرآن)

(کہ حضرت ابراہیم (علیہ السلام) بھی حضرت نوح (علیہ السلام) کے شیعہ تھے۔)

لہٰذا اب سنیوں کو چاہیئے کہ شیعوں کو برا نہ کہیں۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو حکم دیا ہے کہ:

قُلْ اِنَّنِيْ هَدٰنِيْ رَبِّيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ دِيْنًا قِيَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ

(یعنی تم فرما دو، بے شک میرے رب نے مجھے سیدھی راہ دکھائی۔ ٹھیک دینِ ابراہیم کی ملت، جو ہر باطل سے جدا ہے، اور وہ مشرک نہ تھے۔)

اس سے معلوم ہوا کہ رب نے اپنے محبوب ﷺ کو حکم دیا کہ تم یوں کہو کہ مجھے

اللہ تعالیٰ عزّ وجل نے ابراہیم علیہ السّلام کی راہ دکھائی۔اور یہی راہِ مستقیم ہے۔حضرت ابراہیم علیہ السّلام شیعہ تھے،اور حضور ﷺ بھی شیعہ تھے۔اب شیعوں کو گالی دینا نبیوں کو گالی دینا ہے۔اور جو نبیوں کو گالی دیتا ہے،وہ جہنمی ہے۔معلوم ہوا کہ سنی جہنمی ہیں۔

جواب نمبر1

شیعہ عربی زبان کا لفظ ہے،جس کا معنیٰ جماعت،گروہ اور ٹولہ کے آتے ہیں۔ ہر گروہ کو شیعہ کہہ سکتے ہیں۔خود شیعہ حضرات کی معتبر تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ:

والشِّیَعَاہ اَلْفِرَقُ وَکُلُّ فِرْقَۃٍ شِیْعَۃٌ عَلیٰ عددہ سمُّوْابِذٰلِکَ لِاَنَّ بَعْضَھُمْ یُشَیِّعُ عَلیٰ مَذْھَبِہٖ۔(تفسیر مجمع البیان جلد۴،ص۳۰۴)

(یعنی شیعہ فرقوں کو کہتے ہیں۔اور ہر فرقہ مستقل طور پر شیعہ ہے،اور ہر فرقہ کا نام شیعہ اس لئے رکھا گیا،کیونکہ بعض لوگ بعض کی مذہب کے مسئلہ میں تابعداری کرتے ہیں۔)

وَاِنَّ مِنْ شِیْعَتِہٖ لَاِبْرَاھِیْمَ۔میں تو صرف یہ کہا گیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام بھی حضرت نوح علیہ السلام کے گروہ میں سے ہیں۔یہ کہاں مذکور ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شیعہ تھے؟اور ھٰذَا مِنْ شِیْعَتِہٖ وَھٰذَا مِنْ عَدُوِّہٖ۔کا معنیٰ صرف یہ ہے کہ ایک آدمی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے گروہ میں سے تھا اور دوسرا ان کا دشمن تھا۔یہ کہاں لکھا ہے کہ وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا شیعہ تھا۔

اب اگر شیعوں کو اس بات پر اصرار ہے کہ سورہ قصص میں اللہ تعالیٰ نے جس کو ھٰذَا مِنْ شِیْعَتِہٖ کہا ہے،وہ قابلِ اتباع ہے،تو چشم ماروشن دلِ ماشاد،آیئے دیکھیں کہ وہ آدمی کون تھا؟تفسیر منہج الصادقین میں ہے:

ھٰذَا مِنْ شِیْعَتِہٖ:آن یکے از پیروانِ موسیٰ بود،از بنی اسرائیل،نامِ او سامری بود۔(منہج الصادقین جلد۷ص۷۹)

یعنی وہ اسرائیل میں سے تھا اس کا نام سامری تھا۔ مندرجہ بالا شیعی تفسیر سے معلوم ہوا کہ وہ موسیٰ علیہ السلام کے مذہب پر نہ تھا۔ صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں سے تھا۔ اگر وہ موسیٰ علیہ السلام کے مذہب پر ہوتا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام اسے کبھی یہ نہ فرماتے۔ اِنَّکَ لَغَوِیٌّ مُّبِیۡنٌ ط (بیشک تو گمراہ آدمی ہے)

نیز حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کوہ طور پر تشریف لے جانے کے بعد اسی شیعہ نے بچھڑا بنایا تھا، اور اسی شیعہ نے قوم کو شرک کی ترغیب دی تھی تو رب ذوالجلال نے اس شیعہ کو لَا مِسَاس کے عذاب میں گرفتار کیا تھا۔

کیا اب بھی شیعہ اس پر فخر کریں گے؟

اب ہم علاج بالمثل کے طور پر عرض کرتے ہیں کہ قرآن کریم میں اکثر مقامات پر شیعہ کا لفظ بدکاروں، کافروں، مشرکوں اور جہنمیوں کے لئے استعمال ہوا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

آیت نمبر 1 اِنَّ الَّذِیۡنَ فَرَّقُوۡا دِیۡنَہُمۡ وَ کَانُوۡا شِیَعًا ط لَّسۡتَ مِنۡہُمۡ فِیۡ شَیۡءٍ ط۔ (الانعام ۱۵۹)

ترجمہ: (بیشک جن لوگوں نے دین کے ٹکڑے کئے، وہ شیعہ تھے، اے محبوب! آپ کا ان لوگوں کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔)

شیعی تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ یہاں جن لوگوں کو شیعاً کہا گیا ہے، وہ مندرجہ ذیل گروہ ہیں:

(۱) اِنَّھُمُ الْکُفَّارُ وَالْمُشْرِکِیْنَ۔ کہ یہ کافر اور مشرک ہیں۔

(۲) اِنَّھُمُ الْیَھُوْدُ وَالنَّصَارٰی۔ کہ بیشک یہ یہودی اور عیسائی ہیں۔

(۳) اِنَّھُمْ اَھْلُ الضَّلٰلَةِ وَاَصْحَابُ الشُّبُھَاتِ وَالْبِدْعِ مِنْ ھٰذِہِ الْاُمَّةِ۔

اس آیتِ کریمہ میں ان لوگوں کو شیعہ کہا گیا ہے، جو ہیں تو اس امت سے،

لیکن بدعتی، گمراہ اور اصحاب شبہات ہیں۔) اور یہ تیسرا قول امام باقر سے منقول ہے۔

(مجمع البیان ج ۲، صفحہ ۳۸۹، تفسیر منہج الصادقین ج ۳، صفحہ ۴۷۵)

آیت نمبر 2 ﴿ اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِی الْاَرْضِ وَجَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعاً ۔

(پارہ: ۲۰، قصص: ۴)

ترجمہ: (بیشک فرعون نے زمین پر غلبہ حاصل کرلیا، اور وہاں کے لوگوں کو شیعہ بنا دیا۔)

آیت نمبر 3 ﴿ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰی اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًاؕ (الانعام: ۶۵۔ پ: ۷)

ترجمہ: (اے محبوب ﷺ فرما دیجئے، کہ اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے کہ وہ تمہارے اوپر سے عذاب نازل کرے یا نیچے سے عذاب نازل کرے یا تم کو شیعہ بنا دے۔)

تفسیر قمی میں اسی آیت کے تحت لکھا ہے:

ترجمہ: اَوْيَلْبِسَكُمْ شِيَعًا ۝ وَهُوَ الْاِخْتِلَافُ فِی الدِّيْنِ وَطَعْنُ بَعْضِكُمْ عَلٰی بَعْضٍ ۝ (تفسیر قمی جلد ا صفحہ ۲۰۴)

(شیعہ وہ ہے، جو دین میں اختلاف کرے اور ایک دوسرے پر طعن کریں۔)

موجودہ شیعہ بعینہ اسی تفسیر کے مطابق قرآن حکیم سے اختلاف کرتے ہیں، اور اصحاب ثلاثہ رضی اللہ عنہم کی خلافت کے منکر ہیں اور ان پر زبان طعن دراز کرنے کو عبادت سمجھتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ عذابِ الٰہی کی ایک مجسم شکل کا نام شیعہ ہے۔

آیت نمبر 4 ﴿ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا ۝ (پارہ ۲۱، سورہ الروم آیت ۳۱۔۳۲)

ترجمہ: (نماز قائم کرو، مشرکوں میں سے نہ ہو جاؤ۔ یعنی ان لوگوں میں سے جنہوں نے دین میں تفرقہ ڈالا، اور شیعہ تھے۔)

آیت نمبر 5 ﴿ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ فِیْ شِیَعِ الْاَ وَّ لِیْنَ الخ .

(پارہ،۱۴،آیت،۱۰)

ترجمہ : اور اے محبوب ﷺ ہم نے آپ سے پہلے زمانے کے شیعوں کے پاس رسول بھیجے۔ جو رسول بھی ان کے پاس گیا وہ شیعہ اس رسول کے ساتھ ٹھٹھا کرتے تھے۔)

تفسیر منہج الصادقین میں ہے کہ شیع جمع شیعہ است۔

(منہج الصادقین جلد ۵: صفحہ ۱۵۴)

آیت نمبر 6 ﴿ ثُمَّ لَنَنْزِ عَنَّ مِنْ کُلِّ شِیْعَۃٍ اَیُّھُمْ اَشَدُّ عَلَی الرَّحْمٰنِ عِتِیًّاo (پارہ،۱۶،آیت ۶۹)

ترجمہ : (پھر ہم شیعہ کو جو کہ رحمٰن کا سرکش اور نافرمان تھا جہنم میں الگ کر کے ڈالیں گے۔)

شیعہ تو وہ قوم ہے کہ خود نبی پاک ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے ارشاد فرمایا:

هُمْ شِیْعَتُکَ فَسَلِّمْ وُلْدَکَ اَنْ یُقْتَلُوْھُمْ۔

(اے علی! اپنے شیعوں سے اپنی اولاد کو بچا۔ یہ تیری اولاد کو قتل کریں گے۔(کافی ،کتاب الروضۃ جا ۸،ص ۲۶۰)

نیز خود حضرت علی کرم اللہ وجہہ، نے فرمایا:

لَوْ تَمَیَّزْ تُ شِیْعَتِیْ لَمْ اَجِدْ هُمْ اِلَّا وَاصِفَۃً وَلَوْ اِمْتَحَنْتُھُمْ لَمَا وَجَدْ تُھُمْ اِلَّا مُرْ تَدِیْنَ o

(اگر میں اپنے شیعوں کو الگ کروں تو یہ منافق ہیں۔ اور اگر ان کا امتحان لوں تو سب کو مرتد پاؤں۔)

(کافی ،کتاب الروضہ جلد ۸: صفحہ ۲۲۸)

جواب نمبر2﴾

وَاِنَّ مِنْ شِیْعَتِہٖ لَاِ بْرَاھِیْمَ ۝ میں ابراہیم کا دین شیعہ قرار نہیں دیا گیا، نہ ہی ان کی ملّت کو شیعہ قرار دیا گیا۔ جب کہ قرآن حکیم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حنفی مسلمان اور ان کی ملّت کو مِلّتِ حنیف کہا گیا ہے۔

ارشادِ ربّانی ہے:

قُلْ بَلْ مِلَّۃَاِبْرَاھِیْمَ حَنِیْفًاط (البقرۃ،۱۳۵)

(تم فرماؤ، بلکہ ہم تو ابراہیم کا دین لیتے ہیں، جو ہر باطل سے جدا ہے۔)

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ ہم سب دینِ ابراہیم پر ہیں اور اسی کو دینِ حنیف بھی کہا جاتا ہے۔ اسی بات کو خداوندِ قدّوس نے متعدد مقامات پر بیان فرمایا ہے۔

(1) مَاکَانَ اِبْرَاھِیْمُ یَھُوْدِیًّا وَّ نَصْرَانِیًّاوَّلٰکِنْ کَانَ حَنِیْفًا مُّسْلِمًا وَمَا کَانَ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ۝ (پ۳،آیت ۶۷)

(ابراہیم علیہ السّلام) نہ یہودی تھے، نہ نصرانی بلکہ (حنفی مسلم) ہر باطل سے جُدا مسلمان تھے۔ اور مشرکوں سے نہ تھے۔)

(2) قُلْ صَدَقَ اللّٰہُ ط فَاتَّبِعُوْا مِلَّۃَاِبْرَاھِیْمَ حَنِیْفًاوَ مَاکَانَ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ۝ (پ۴،اٰلِ عمران ۹۵)

تم فرماؤ، اللہ سچّا ہے، تو ابراہیم (علیہ السّلام) کے دین پر چلو جو (حنیف) ہر باطل سے جدا تھے اور شرک کرنے والوں میں سے نہ تھے۔

(3) وَمَنْ اَحْسَنُ دِیْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْھَہٗ لِلّٰہِ وَھُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّۃَ اِبْرٰ ھِیْمَ حَنِیْفًا وَّاتَّخَذَ اللّٰہُ اِبْرٰھِیْمَ خَلِیْلًا۝ (پ۵،النسآء ۱۲۵)

(اور اس سے بہتر کس کا دین ہے، جس نے اپنا منہ اللہ کیلئے جھکا دیا، اور وہ نیکی والا ہے، اور ابراہیم کے دین پر چلا، جو ہر باطل سے جُدا تھا۔ اور اللہ نے ابراہیم کو اپنا خلیل بنا لیا۔)

(4) اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ○ (پ ۷، سورہ انعام ۷۹)

(حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السّلام نے اعلان کیا۔) میں نے اپنا منہ اس ذات کی طرف کیا، جس نے آسمان وزمین بنائے، (حنیف ہوکر) ایک اسی کا ہوکر، اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔

(5) قُلْ اِنَّنِیْ ھَدٰنِیْ رَبِّیْٓ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ دِیْنًا قِیَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰھِیْمَ حَنِیْفًا وَّمَا کَانَ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ○ (پ ۸، انعام ۱۶۱)

تم فرماؤ، بیشک مجھے میرے ربّ نے سیدھی راہ دکھائی ٹھیک دین ابراہیم کی ملّت، جو (حنیف) ہر باطل سے جُدا تھے، اور مشرک نہ تھے۔

(6) وَاَنْ اَقِمْ وَجْھَکَ لِلدِّیْنِ حَنِیْفًا وَّلَا تَکُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ○ (پ ۱۱، یونس ۱۰۵)

(اور مجھے حکم دیا گیا ہے) کہ اپنے منہ کو دین کے لئے سیدھا رکھ (حنفی ہوکر) ہر باطل سے الگ ہوکر اور ہرگز شرک کرنے والوں میں سے نہ ہونا۔

(7) اِنَّ اِبْرٰھِیْمَ کَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰہِ حَنِیْفًا وَّ لَمْ یَکُ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ○ (پ ۱۴، النحل ۱۲۰)

بیشک ابراہیم ایک امام تھا اللہ کا فرماں بردار (حنفی) ہر باطل سے جُدا اور مشرک نہ تھا۔

(8) ثُمَّ اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰھِیْمَ حَنِیْفًا وَمَا کَانَ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ○ (پ ۱۴، النحل ۱۲۳)

پھر ہم نے تمہیں وحی بھیجی کہ دین ابراہیم کی پیروی کرو، جو (حنیف) ہر باطل سے الگ تھا اور مشرک نہ تھا۔

(9) فَاَقِمْ وَجْھَکَ لِلدِّیْنِ حَنِیْفًا ط (پ ۲۱، الروم ۳۰)

اپنا منہ سیدھا کرو اللہ کی اطاعت کے لئے (حنیف ہوکر) اکیلے اسی کے ہوکر۔

قرآن کریم میں دو مقامات پر لفظ حنیف کی جگہ حُنَفَاء بھی استعمال ہوا ہے ارشادِ ربانی ہے:

☆ حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَیۡرَ مُشۡرِكِیۡنَ بِهٖ (پ۱۷، حج ۳۰)

ایک اللہ کے ہو کر رہو کہ اس کا کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔

☆ وَمَآ اُمِرُوۡٓا اِلَّا لِیَعۡبُدُوا اللّٰهَ مُخۡلِصِیۡنَ لَهُ الدِّیۡنَ حُنَفَآءَ ط

(پ۳۰، البیّنۃ ۵)

اور ان لوگوں کو تو یہی حکم ہوا ہے کہ اللہ کی بندگی کریں خالص اُسی کے لئے دین اختیار کرتے ہوئے ہر باطل سے الگ ہو کر۔

قرآنِ حکیم کی مندرجہ بالا آیاتِ کریمہ سے معلوم ہوا، کہ ہم اُمتِ مصطفیٰ ﷺ ہو کر بھی دین ابراہیم علیہ السلام پر ہیں جو کہ دین حنیف کہلاتا ہے۔ جس طرح دین اسلام یعنی دین مصطفیٰ (ﷺ) میں اور دینِ حنیف یعنی دین ابراہیم میں اس اعتبار سے کوئی فرق نہیں ہے کہ دین مصطفےٰ دین ابراہیم کو اپنے ضمن میں لئے ہوئے ہے۔ اسی طرح حنفی مذہب اور دینِ اسلام میں بھی کوئی فرق نہیں ہے اسلئے کہ حنفی مذہب دین اسلام (قرآن وسُنّت) کا صحیح نچوڑ ہے۔ اور ہم اپنے آپ کو اسی ملّتِ ابراہیم کی وجہ سے حنفی کہلواتے ہیں۔

سیّدنا امام اعظم نعمان بن ثابت کو ابوحنیفہ اس لئے نہیں، کہا جاتا کہ آپ کی کسی صاحبزادی کا نام حنیفہ تھا۔ بلکہ آپ کو ابو الملّة الحنفية، کہا جاتا تھا جو کہ کثرتِ استعمال کی وجہ سے تخفیف کی خاطر ابوحنیفہ رہ گیا۔

مشہور مؤرخ علامہ شبلی نعمانی لکھتے ہیں کہ نعمان کی کنیت جو نام سے زیادہ مشہور ہے، حقیقی کنیت نہیں ہے۔ امام کی کسی اولاد کا نام حنیفہ نہ تھا۔ یہ کنیت وصفی معنیٰ کے

اعتبار سے ہے یعنی کہ ابو الملّۃ الحنفیہ (سیرۃ نعمان، از شبلی نعمانی ص ۳۴)

قرآنِ حکیم میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے:

☆ فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا ط

(سو ابراہیم کے طریقہ کی پیروی کرو، جو ایک خدا کے ہو رہے تھے)

امام ابوحنیفہ نے اسی نسبت سے اپنی کنیّت ابوحنیفہ اختیار کی۔

اصلی کلمۂ اسلام

شیعہ حضرات، اہلِ سُنّت کے ساتھ اکثر مسائل میں اختلاف کرتے چلے آئے ہیں اور اہلِ سُنّت کی جانب سے مدلّل ومسکت جوابات پاتے رہے ہیں۔ کچھ عرصہ سے موجودہ شیعہ حضرات نے کلمہ طیبہ، کلمہ اسلام پر بھی اختلاف شروع کر دیا ہے اور کہنا شروع کر دیا ہے کہ:

"لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ، عَلِيٌّ وَلِيُّ اللهِ وَصِيُّ رَسُوْلِ اللهِ وَخَلِيْفَتُهٗ بِلَا فَصْلٍ"

یہی اصلی کلمہ ہے، جب تک عَلِيٌّ وَلِيُّ اللهِ وَصِيُّ رَسُوْلِ اللهِ وَخَلِيْفَتُهٗ بِلَا فَصْلٍ کا اقرار نہ کیا جائے گا آدمی کا اسلام اور ایمان کامل نہ ہوگا ناقص ہی رہے گا۔ ہم دلائل کی روشنی میں عرض کریں گے کہ ان کا یہ دعویٰ بالکل بے بنیاد ہے۔ وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِo

دلیل نمبر 1

اگر ان الفاظ کا اقرار مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ کے ساتھ ضروری ہوتا تو خداوند قدّوس اپنے محبوب ﷺ کو اس کی تبلیغ کا حکم فرماتا اور خود حضور ﷺ بھی یہی کلمہ پڑھا کر کافروں کو مسلمان کرتے اور آپ ﷺ کے بعد شیعہ حضرات کے مزعومہ بارہ (۱۲) معصوم ائمہ بھی یہی کلمہ پڑھا کر کافروں کو مسلمان کرتے۔ لیکن نہ تو خدا نے شیعوں کے کلمہ کی تبلیغ کا حکم دیا اور نہ ہی رسول اللہ ﷺ نے یہ کلمہ پڑھا کر کسی کافر کو مُسلمان کیا اور نہ ہی ائمۂ اطہار نے۔ معلوم ہوا کہ شیعہ حضرات کا کلمۂ اسلام میں یہ اضافہ من گھڑت ہے۔

دلیل نمبر2

قلم نے سب سے پہلے خدا کے حکم سے خالص کلمۂ اسلام لکھا۔

شیعہ حضرات کے مشہور مجتہد مُلّا باقر مجلسی اپنی مشہور کتاب حیات القلوب میں لکھتے ہیں کہ:

وازنورِلوح قلم راآفرید وبسوئے قلم وحی نمود کہ بنویس توحید مرا۔ پس قلم ہزار سال مدہوش گردید از شنیدن کلامِ الٰہی۔ وچوں بہوش باز آمد، گفت پروردگارا! چہ چیز بنویسم؟ فرمود بنویس لَااِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُـحَـمَّـدٌ رَسُـوْ لُ اللّٰهِ ط پس قلم چوں نام محمد ﷺ راشنید، بسجدہ افتادوگفت ''سُبْـحَـانَ اللّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ، سُبْحَانَ الْعَظِيْمِ الْاَعْظَمِ'' پس سر برداشت وشہادتین رابنوشت وگفت، پروردگارا کیست محمد ﷺ کہ نامِ اُورابنامِ خودویادِاُورابیادِخودمقرون گردانیدی۔ حق تعالیٰ وحی فرمود کہ اے قلم! اگراونمی بودتراخلق نمی کردم دنیافریدم خلق رامگر برائے اُو۔

(حیات القلوب ج ۲ ص ۸ مطبوعہ تہران)

ترجمہ: اورخدانے لوح کے نور سے قلم کو پیدافرمایااور قلم کی طرف وحی کی کہ میری توحیدلکھ۔ پس قلم کلامِ الٰہی سن کر ہزار سال تک مدہوش رہی اور جب دوبارہ ہوش میں آئی تو عرض کی اے پروردگار! کونسی چیز تحریر کروں؟ فرمایالکھ،'' لَااِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَسُـوْ لُ اللّٰهِ''، پس جب قلم نے نامِ محمد ﷺ سنا، سجدہ میں گری اور کہا''سُبْـحَـانَ اللّٰهِ الْـوَاحِـدِ الْقَهَّارِ، سُبْحَانَ الْعَظِيْمِ الْاَعْظَمِ '' پس اس نے سجدہ سے سراُٹھا کر شہادتین کولکھا، اورعرض کیا، اے مولا! یہ محمدؐ کون ہیں کہ جس کے نام کوتونے اپنے نام کے ساتھ اور جن کی یادکوتونے اپنی یاد کے ساتھ مقرون فرمایاہے۔ حق تعالیٰ نے وحی فرمائی، اے قلم! اگر محمدؐ نہ ہوتے، تو تجھ کو پیدانہ کرتا، اورمخلوق کوصرف اسی کے لئے میں نے پیداکیاہے۔

دلیل نمبر3

آدم علیہ السّلام نے عرش پر سُنّیوں والا کلمہ لکھا دیکھا۔

علامہ مجلسی حیات القلوب میں تحریر کرتے ہیں کہ:

چوں آدم نظر کرد بُسوئے بالا، دید بر عرش نوشتہ است" لَاۤ اِلٰـہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْ لُ اللہِ"(حیات القلوب جلد۲ص۹)

جب حضرت آدم علیہ السّلام نے اوپر نگاہ اٹھائی، عرش پر" لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْ لُ اللہِ" لکھا نظر آیا۔

دلیل نمبر4

درحدیثِ دیگر از حضرت رسول ﷺ منقول است کہ چوں حضرت آدم از درخت خورد، سر بُسوئے آسمان بلند کرد و گفت، سوال می کنم از تو بحقِ محمد ﷺ کہ مرا رحم کنی۔ پس حق تعالیٰ وحی کرد بُسوئے اُو کہ محمد کیست؟ آدم گفت خداوندا، چوں مرا آفریدی، نظر نمودم بسوئے عرش و دیدم کہ در آں نوشتہ بود" لَاۤ اِلٰـہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْ لُ اللہِ" پس دانستم کہ بعد قدر شِ عظیم تر نیست ازاں کہ نام اورا بنامِ خود قرار دادہ ای۔ پس خدا وحی نمود باو کہ اے آدم کہ اُو آخرِ پیغمبراں است از ذریّتِ تو۔ اگر او نمی بود، ترا خلق نمی کردم۔(حیات القلوب جلد دوم ص۱۴۲)

ترجمہ: ایک اور حدیث میں رسول اکرم(ﷺ) سے منقول ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السّلام نے درخت کا پھل کھایا، تو سر کو آسمان کی طرف بلند کیا، اور عرض کیا کہ اے پروردگار! محمد ﷺ کے وسیلے سے تجھ سے رحم کا سوال کرتا ہوں۔ پس حق تعالیٰ نے آدم علیہ السّلام کی طرف وحی فرمائی کہ محمد ﷺ کون ہے؟ آدم نے عرض کی، اے اللہ! جب تو نے مجھ کو پیدا فرمایا تھا تو میں نے عرش کی طرف نظر کی تو وہاں پر" لَاۤ اِلٰـہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْ لُ اللہ" لکھا دیکھا۔ پس میں سمجھ گیا کہ ان سے کسی کا مرتبہ زیادہ

نہیں، جن کے نام کو تو نے اپنے نام کے ساتھ لکھا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ اے آدم! وہ تیری اولاد میں سے آخری پیغمبر ہیں۔ اگر وہ نہ ہوتے تو میں تجھ کو بھی پیدا نہ کرتا۔

دلیل نمبر5

حضرت آدم علیہ السّلام کی انگوٹھی پر بھی یہی کلمہ نقش تھا۔

یہی علامہ مجلسی اپنی ایک اور کتاب حلیۃ المتقین میں لکھتے ہیں کہ:

نقشِ نگین حضرت آدم علیہ السّلام ''لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُـحَـمَّـدٌ رَسُوْ لُ اللّٰہ'' بود۔ (حلیۃ المتقین ص۲۰)

ترجمہ: حضرت آدم علیہ السّلام کی انگوٹھی کے نگینے میں یہ نقش تھا'' لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْ لُ اللّٰہ ط''

دلیل نمبر6

نارِ نمرود میں جبرئیل علیہ السّلام نے حضرت ابراہیم علیہ السّلام کو ایک انگوٹھی دی جس پر یہی کلمہ نقش تھا۔

مشہور شیعی تفسیر قمی میں ہے کہ:

فَدَفَعَ اِلَیْہِ خَاتَمًا عَلَیْہِ مَکْتُوْبٌ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّ سُوْلُ اللّٰہِ ط
(تفسیر قمی جلد دوم ص۷۳)

ترجمہ: (حضرت جبرئیل امین نے حضرت ابراہیم علیہ السّلام کو نارِ نمرود میں) ایک انگوٹھی دی، جس پر'' لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْ لُ اللّٰہ'' لکھا ہوا تھا۔

نوٹ: یہی روایت حیات القلوب جلد اص ۱۲۱ پر حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اور حضرت امام رضا سے بسند معتبر منقول ہے اور حلیۃ المتقین ص ۲۰ پر بھی یہ روایت دیکھی جاسکتی ہے۔

دلیل نمبر7

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کے تذکرہ میں ہے کہ خضر علیہ السلام نے ایک گاؤں میں ایک دیوار کو درست کیا، جو گرنے والی تھی۔ حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں نے اس دیوار کو اس لئے درست کیا ہے کہ اس دیوار کے نیچے دو یتیم بچوں کا خزانہ ہے جن کا باپ نیک تھا۔ اس بات کو خداوند قدوس بیان فرماتا ہے:

وَاَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِي الْمَدِيْنَةِ وَكَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا ○

دیوار کے نیچے وہ کنز یعنی خزانہ کیا تھا؟ اس کے متعلق شیعی تفسیر قمی میں یوں موجود ہے۔ عَنْ اَبِيْ عَبْدِ اللهِ اَنَّهٗ قَالَ كَانَ ذٰلِكَ الْكَنْزُ لَوْحًا مِنْ ذَهَبٍ فِيْهِ مَكْتُوْبٌ بِسْمِ اللهِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ (تفسیر قمی ج ۲، ص ۴۰)

ترجمہ : امام جعفر صادق فرماتے ہیں کہ وہ خزانہ سونے کی ایک تختی تھی جس پر لکھا ہوا تھا۔ "بِسْمِ اللهِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ"

تفسیر قمی کے حوالے سے یہی روایت تفسیر صافی جلد ۲ ص ۲۵ اور تفسیر مجمع البیان جلد ۶ ص ۴۸۸ پر بھی موجود ہے۔

(تفسیر منہج الصادقین جلد ۵ ص ۳۷۴، رجال الکشی ص ۴۹۸)

دلیل نمبر8

اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کے وقت ملائکہ کو جو نورانی قندیلیں دے کر بھیجا تھا۔ ان میں بھی اہلِ سُنّت والا کلمہ روشن تھا۔ شیعہ کی معروف کتاب حیات القلوب میں ہے کہ:

چوں نو ماہ گذشت، حق تعالیٰ با ملائکہ ہر آسمان وحی نمود کہ فرود روید بسوئے زمین

دہ ہزار ملک نازل شدند و بدستِ ہر ملک قندیلِ روشن از نور بود، روشنی می داد بے روغن و بر ہر قندیل نوشتہ بود " لاالٰہ الّاالله مُحمَّدٌ رَّسُوۡ لُ الله "۔

ترجمہ : جب حمل کو نو ماہ گزر گئے، تو حق تعالےٰ نے ہر آسمان کے فرشتوں کی طرف وحی کی زمین کی طرف نیچے جاؤ۔ دس ہزار فرشتے نازل ہوئے ہر فرشتے کے ہاتھ میں نور کی ایک قندیل تھی، جو بغیر تیل کے روشنی دے رہی تھیں اور ہر قندیل پر لکھا ہوا تھا۔ " لاالٰہ الّاالله مُحمَّدٌ رَّسُوۡ لُ الله "(حیات القلوب جلد۲ ص ۵۸)

دلیل نمبر9

حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کے فوراً بعد اللہ تعالےٰ نے جو جھنڈا کوہ قاف پر نصب کرایا، اس پر بھی یہی کلمہ تحریر تھا۔ حیات القلوب میں ہے کہ:

حق تعالیٰ جبریل را امر فرمود کہ چار علم از بہشت بریں آور دو علمِ سبزہ را بر کوہ قاف نصب کرد و بر آں عَلَم بسفیدی دو سطر نوشتہ بود " لَااِلٰـہَ اِلّاالله مُحمَّدٌ رَّسُوۡ لُ الله "۔ (حیات القلوب جلد۲، ص ۵۹)

ترجمہ : اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ بہشت سے چار جھنڈے لائیں اور سبز جھنڈا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کوہ قاف پر نصب کیا اور اس جھنڈے پر سفید رنگ کی دو سطروں میں لکھا ہوا تھا " لَااِلٰہَ اِلّاالله مُحمَّدٌ رَّسُوۡ لُ الله "

(حیات القلوب جلد۲ ص ۵۹)

دلیل نمبر 10

اللہ تعالےٰ نے حضور ﷺ کو حکم دیا کہ لوگوں کو سنیوں والا کلمہ پڑھائیں۔

حیات القلوب میں ہے کہ:

پس وحی نمود کہ اے محمد ﷺ! برو بسوئے مردم و امر کن ایشاں را کہ بگویند " لَااِلٰہَ اِلّاالله مُحمَّدٌ رَّسُوۡ لُ الله "

ترجمہ : پس اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! لوگوں کی طرف جائیں، اور انہیں '' لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْ لُ اللّٰہ '' کہنے کا حکم دیجئے۔

(حیات القلوب جلد ۲ ص ۳)

دلیل نمبر 11

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اُمّ المومنین خدیجۃ الکبریٰ کو یہی کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا۔ مجمع الفضائل مناقب ابنِ شہر آشوب میں ہے کہ پہلی وحی نازل ہونے کے بعد، جب آپ گھر کی طرف چلے تو ہر شئے آپ کو سجدہ کرتی تھی اور سلام کی آواز آتی تھی، جب گھر میں داخل ہُوئے، تو سب گھر منور ہوگیا۔ جناب خدیجہ نے پوچھا کہ یہ کیسا نور ہے، فرمایا کہ یہ نورِ نبوّت ہے۔ کہو'' لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَـمَّـدٌ رَّسُوْ لُ اللّٰہ '' جناب خدیجہ نے یہ کہا اور اسلام لے آئیں۔ (مجمع الفضائل جلد ا ص ۱۸)

حیات القلوب میں حضرت امام حسن عسکری کی روایت مذکور ہے کہ:

پس چوں ملائکہ بالا رفتند و آں حضرت از کوہِ حرا بزیر آمد، انوارِ جلال او را فرو گرفتہ بودد، ہیچ کس رایارا نبود کہ بآں حضرت نظر کند و بر ہر درخت و گیاو سنگ کہ می گذشت آں جناب را سجدہ می کردند و بزبانِ فصیح می گفتند اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ. اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَانَبِیَّ اللّٰہِ۔ وچوں داخل خانہ خدیجہ شد، از شعاعِ خورشید جمالش خانہ متورشد۔ خدیجہ گفت، یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم! ایں چہ نور است کہ در تو مشاہدہ می کنم۔ فرمود کہ ایں نورِ پیغمبری است۔ بگو'' لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَـمَّـدٌ رَّسُوْ لُ اللّٰہ '' خدیجہ گفت، سالہا کہ من پیغمبری تُرا می دانم۔ پس شہادت گفت و بآں حضرت ایمان آورد۔

ترجمہ : پس جب فرشتے اُوپر چلے گئے اور آں حضرت کوہِ حرا سے نیچے تشریف لائے۔ انوار جلال آپ سے نمایاں ہو رہے تھے۔ اور کسی شخص میں اتنی طاقت نہ تھی کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نظر کرتا اور جس بھی گھاس درخت اور پتھر کے قریب سے

گزرتے، وہ آپ کو سجدہ کرتا اور فصیح زبان سے عرض کرتا۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَانَبِیَّ اللّٰہِ. اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اور جب آپ حضرت خدیجہ کے گھر میں داخل ہوئے، تو آپ کے رخِ منوّر کی شعاعوں سے گھر روشن ہو گیا۔ حضرت خدیجہ نے عرض کی کہ اے محمد ﷺ! میں آپ میں یہ کیسا نور مشاہدہ کر رہی ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ نورِ نبوّت ہے۔ کہو ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ'' تب حضرت خدیجہ نے کہا میں کئی سالوں سے آپ کی نبوّت کو جانتی ہوں۔ پس انہوں نے کلمہ پڑھا، اور ایمان لے آئیں۔ (حیات القلوب جلد۲ ص ۲۶۰)

دلیل نمبر12

جب آیت مبارکہ وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَ قْرَبِیْنَ ط نازل ہوئی تو حضور ﷺ نے اپنے خاندان والوں کو جمع کیا اور فرمایا کہ میں تمہیں دو ایسے کلموں کی طرف بلاتا ہوں، جو زبان پر بہت آسان ہیں، لیکن میزان میں بہت بھاری ہیں۔ ان دونوں کلموں کی بدولت تم عرب و عجم کے بادشاہ بن جاؤ گے۔ اقوام تمہاری مطیع ہو جائیں گی۔ اور انہی دونوں کی بدولت تم جنّت میں داخل ہو گے اور جہنّم سے نجات پاؤ گے۔ ان میں سے ایک کلمہ اس بات کی شہادت دینا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور دوسرا، اس بات کی گواہی دینا کہ یقیناً میں اللہ کا رسول ہوں۔ (شَھَادَۃُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنِّیَ رَسُوْلُ اللّٰہِ) (الارشاد للشیخ مفید ص۲۹)

دلیل نمبر13

حضور ﷺ نے اہلِ عرب کو بھی اسی کلمہ کی تبلیغ فرمائی۔ پس حضور ﷺ تشریف لائے اور پتھر پر جلوہ افروز ہو کر فرمایا، اے گروہِ قریش، اے گروہِ عرب! اَدْعُوْکُمْ اِلٰی شَھَادَۃِ اَنْ لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنِّیَ رَسُوْلُ اللّٰہِ۔

میں تم کو اس بات کی گواہی دینے کی دعوت دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے، اور بیشک میں اللہ کا رسول ہوں۔ اور میں تم کو شرک اور بتوں کے چھوڑنے کا

حکم دیتا ہوں۔ پس تم میری بات کو مانو۔ اس سے تم عرب کے مالک بن جاؤ گے۔ عجم تمہارا فرمانبردار ہوگا، اور تم جنت میں بادشاہت کرو گے۔

(تفسیر قمی جلد اص ۳۷۹ تفسیر صافی جلد اص ۹۱۵، حیات القلوب جلد ۲ ص ۲۶۳)

دلیل نمبر 14

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو نبی پاک ﷺ نے یہی کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا۔ مجمع الفضائل میں ہے کہ:

حضرت ابوذر سے مروی ہے کہ میں بطنِ مُرّا میں اپنی بکریاں چرا رہا تھا کہ ایک بھیڑیا آیا اور بکری لے گیا۔ میں نے شور غل مچایا اور بکری چھین لی۔ اس نے کہا، تو خدا سے نہیں ڈرتا کہ میرے اور میرے رزق کے درمیان حائل ہوگیا۔ میں نے کہا، اس سے زیادہ عجیب بات نہیں؟ اس نے کہا، اس سے عجیب بات یہ ہے کہ رسول اللہ (ﷺ) نخلات میں لوگوں کو ماضی اور مستقبل کے درمیان بتا رہے ہیں اور تم اپنی بکری کا پیچھا کرتے ہو۔ میں نے کہا، میرا قائم مقام کون ہے؟ کہ میری جگہ بکری چَرائے اور میں وہاں جاؤں اور حضرت پہ ایمان لاؤں۔ بھیڑیئے نے کہا میں حفاظت کروں گا۔

پس میں مکہ آیا۔ میں نے دیکھا آنحضرت (ﷺ) لوگوں کے حلقہ میں ہیں اور وہ آپ ﷺ کو بُرا بھلا کہہ رہے ہیں۔ ناگاہ ابوطالب آ گئے۔ ان کو دیکھ کر لوگوں نے کہا، چُپ رہو۔ اس کا چچا آ گیا۔ میں ابوطالب کے پاس گیا۔ مجھ سے انہوں نے پوچھا، تم کیسے آئے۔ میں نے کہا میں ان نبی سے ملنا چاہتا ہوں، جو تم میں مبعوث ہوئے ہیں۔ پوچھا کِس لئے؟ میں نے کہا ان پر ایمان لاؤں گا۔ اور ان کی تصدیق کروں گا۔ ان کے حکم کی اطاعت کروں گا۔ پس علی (رضی اللہ عنہ) مجھے اس گھر میں لے گئے جہاں رسول ﷺ تھے۔ حضرت نے فرمایا تم کیسے آئے؟ میں نے کہا آپ پر ایمان لانے اور تصدیق کرنے کے لئے۔ فرمایا کہو "اَشهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه

وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْ لُ اللهِ ''میں نے یہ کلمات زبان پر جاری کئے۔حضرت نے فرمایا اب تم اپنے شہر کو جاؤ۔

(مناقب شہر آشوب، مجمع الفضائل جلد ۱ ص ۳۸۰، روضۂ کافی جلد ۸ ص ۲۹۸)

یہی روایت کچھ تفصیل کے ساتھ حیات القلوب میں بایں طور مندرج ہے۔

''کلینی بسندِ معتبر از حضرت امام جعفر صادق روایت کردہ است''

(حیات القلوب جلد ۲ ص ۶۵۷)

ترجمہ : کلینی نے معتبر سند کے ساتھ حضرت امام جعفر صادق سے روایت کی ہے۔

دلیل نمبر15

براق کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھا ہوا ہے'' لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْ لُ اللهِ''(حیات القلوب جلد ۲ ص ۱۳۳)

دلیل نمبر16

پس اسرافیل نے ایک مہر باہر نکالی جس میں دو سطروں میں لکھا ہوا تھا ''لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْ لُ اللهِ ''پس اس مہر کو حضور ﷺ کے دو کندھوں کے درمیان لگایا۔ یہاں تک کہ نقش ہوگئی۔اور دوسری روایت میں ہے کہ وہ مہر آپ کے دل میں لگائی، یہاں تک کہ وہ پرُنور ہوگیا۔(حیات القلوب جلد ۲ ص ۴۷)

دلیل نمبر17

مدینہ منورہ پہنچ کر بھی جو پہلا خطبۂ جمعہ ارشاد فرمایا، اس میں بھی یہی کلمہ تھا۔ بہر حال پہلا جمعہ جو رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کو پڑھایا، پس جیسا کہ روایت ہے کہ جب حضور ﷺ ہجرت فرما کر قباء میں عمرو بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہاں تشریف فرما ہوئے تو وہ پیر کا دن تھا۔چاشت دوپہر کا وقت تھا۔اور ماہِ ربیع الاوّل کی بارہ تاریخ تھی۔آپ ﷺ نے قبا میں پیر، منگل، بدھ اور جمعرات تک

قیام فرمایا اور وہاں مسجد تعمیر فرمائی۔ پھر اہل قباء سے مدینہ منورہ کو حضور ﷺ جمعہ کے روز چلے۔ راستہ میں بنی سالم بن عوف کی وادی میں ہی جمعہ کا وقت ہوگیا۔ تو حضور ﷺ نے اس روز اسی جگہ کو مسجد قرار دیا۔ اور اسلام میں یہ پہلا جمعہ تھا، جو رسول اللہ ﷺ نے پڑھایا۔ پس آپ نے خطبہ ارشاد فرمایا، اور یہیں مدینہ منورہ کا پہلا خطبہ تھا۔ آپ نے فرمایا، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ۔۔۔۔۔۔۔۔وَاَشْھَدُاَنْ لَااِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ۔

(تفسیر مجمع البیان جلد ۱۰ ص ۲۸۶)

دلیل نمبر 18

نبی کریم ﷺ نے اپنے پیچھے صرف ایک انگوٹھی چھوڑی جس پر لکھا ہوا تھا۔

''لَااِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَسُوْ لُ اللّٰہ'' (تفسیر قمی جلد ۲ ص ۲۷۱)

دلیل نمبر 19

اسی طرح حلیۃ المتقین میں بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی انگوٹھی پہ۔

''لَااِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَسُوْ لُ اللّٰہ'' نقش تھا۔ (حلیۃ المتقین ص ۲۰)

دلیل نمبر 20

روزِ قیامت لواء الحمد پر بھی یہی کلمہ لکھا ہوگا۔ لواء الحمد پر تین سطریں لکھی ہوں گی پہلی سطر ''بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ''۔ دوسری سطر ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ''۔ اور تیسری سطر ''لَااِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَسُوْ لُ اللّٰہ''۔

(امالی شیخ صدوق ص ۳۲۴)

ان مندرجہ بالا حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ اصلی کلمۂ اسلام سُنّیوں والا ہی کلمہ ہے۔ شیعوں کے من گھڑت کلمہ '' خَلِیْفَتُہٗ بِلَا فَصْل '' کا کہیں اتا پتہ نہیں ہے۔

مسئلہ خلافتِ بلافصل و خُلفاءِ ثلاثہ

اہل سُنت و جماعت کا ایمان ہے کہ حضور ﷺ کے بعد خلیفہ برحق حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں ان کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ان کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں چاروں خلفاء برحق ہیں۔ جبکہ شیعہ حضرات کے نزدیک سرکارِ دو عالم ﷺ کے بعد خلیفہٗ بلافصل و برحق حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ اور خلفاء ثلاثہ (معاذ اللہ) منافق فاسق غاصب اور اہل بیت کے جانی دشمن تھے۔

ان شاء اللہ العزیز ہم دلائل کے ساتھ ذکر کر کے ثابت کریں گے کہ خلفاء اربعہ کی خلافت برحق تھی۔ اور چاروں خلفاء پکے اور سچے مومن و مسلمان تھے۔ ان چاروں سے اللہ تعالیٰ راضی اس کا محبوب ﷺ راضی اور نبی کریم ﷺ کی اولاد راضی تھی۔

دلیل نمبر 1

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّہُمۡ فِی الۡاَرۡضِ کَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَہُمۡ دِیۡنَہُمُ الَّذِی ارۡتَضٰی لَہُمۡ وَلَیُبَدِّلَنَّہُمۡ مِّنۡ بَعۡدِ خَوۡفِہِمۡ اَمۡنًا ؕ یَعۡبُدُوۡنَنِیۡ وَلَا یُشۡرِکُوۡنَ بِیۡ شَیۡئًا ؕ وَمَنۡ کَفَرَ بَعۡدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ ۞

(پارہ ۱۸، سورۂ نور، آیت ۵۵)

ترجمہ: اللہ نے وعدہ دیا ان کو جو تم میں سے ایمان لائے اور اچھے کام کئے کہ ضرور انہیں زمین میں خلافت دے گا جیسے ان سے پہلوں کو دی۔ اور ضرور ان کے لئے جما دے گا۔ ان کا وہ دین جو ان کے لئے پسند فرمایا ہے۔ اور ضرور ان کے اگلے خوف

کو امن سے بدلے گا۔ میری عبادت کریں۔ میرا شریک کسی کو نہ ٹھہرائیں۔ اور جو اس کے بعد ناشکری کریں تو وہی لوگ بے حکم ہیں۔

(اہلِ شیعہ کی مشہور ترین تفسیر مجمع البیان میں اس آیت کا شانِ نزول یہ بیان کیا گیا۔)

شان نزول :

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جب مدینہ منورہ میں آئے تو راتوں کو ہتھیار باندھ کر سویا کرتے تھے۔ صبح بھی ہتھیار باندھے ہوتے۔ آخرکار یہ کہنے لگے کہ کیا ہم پر وہ وقت بھی آئے گا کہ ہم بے خوف ہو کر مطمئن زندگی گزاریں گے تو یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی۔ اور ان کو تسلی دی گئی کہ ایک وقت آئے گا کہ تم ہی حاکمِ وقت بنو گے۔

(تفسیر مجمع البیان جلد ۷ ص ۱۵۲)

یہاں چند چیزیں قابلِ غور ہیں :

(i) وعدہ کس نے کیا (ii) وعدہ کن لوگوں سے ہوا، اور (iii) وعدہ کس چیز کا ہوا۔

(i) وعدہ کرنے والی ذات اللہ تبارک وتعالیٰ کی ہے، جس کا وعدہ کبھی غلط نہیں ہوتا کیونکہ اِنَّ وَعْدَاللهِ حَقٌّ . وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللهِ قِيْلًا ٥ وَمَنْ اصْدَ قُ مِنَ اللهِ حَدِيْثًا ٥

(ii) وعدہ کن لوگوں سے ہوا؟ اس آیت میں خدا نے ان مسلمانوں سے وعدہ کیا جو نزول کے وقت زمین پر موجود تھے، مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم میں سے جو لوگ ہمارے حبیب ﷺ پر ایمان لا چکے اور عمل صالح کر چکے، ان سے ہمارا وعدہ ہے۔ اس آیت میں اَلَّذِيْنَ اور اٰمَنُوْا جمع کے صیغے ہیں، جو کم از کم تین افراد پر دلالت کرتے ہیں اور لفظ مِنْكُمْ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وعدہ موجود لوگوں میں سے ایک جماعت کے ساتھ تھا۔

(iii) وعدہ کس چیز کا ہوا: وعدہ تین چیزوں کا ہوا۔

(۱)لَیَسۡتَخۡلِفَنَّهُمۡ فِي الۡاَرۡضِ ۔کہ میں ان کوضرور زمین میں خلیفہ بناؤں گا۔
وَالۡمَعۡنٰی لَیُوَرِّثَنَّهُمۡ اَرۡضَ الۡکُفَّارِ مِنَ الۡعَرَبِ وَالۡعَجَمِ فَیَجۡعَلُهُمۡ سُکَّانَهَا وَمُلُوۡکَهَا ۔معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ضرور بالضرور ان کو عرب وعجم کے کافروں کا وارث بنائے گا۔پس ان کو وہاں کا بادشاہ اور باشی باشندہ بنائیگا۔(مجمع البیان از طبرسی)

شیعہ حضرات کی ایک اور معتبر تفسیر منہج الصادقین میں ہے:

وَعَدَاللّٰهُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وعدہ داد خدا آنہارا کہ گردیدہ اند،(مِنۡکُمۡ) ازشما(وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ)وکردند کارہائے شائستہ کہ(لَیَسۡتَخۡلِفَنَّهُمۡ)ہرآئینہ البتہ خلیفہ کردند ایشاں را۔ایں جوابِ قسم مضمراست۔تقدیراووَعَدَهُمُ اللّٰهُ وَاَقۡسَمَ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّهُمۡ ویا جوابِ وعدہ است کہ کہ درتحقق نازل منزلہ قسم است وبرہر تقدیرحق تعالیٰ وعدہ دادہ قسم بافرمودہ کہ مومناں راخلیفہ کردہ اند(فِي الۡاَرۡضِ)درزمین کفاراز عرب وعجم۔ونزدبعض مرادزمین مکہ است(کَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِیۡنَ)ہمچناں کہ خلیفہ کردانید شدند۔وحفص(اِسۡتَخۡلَفَ)بفعل معلوم خواند یعنی ہمچناں کہ خلیفہ کہ دانید خدا آنہارا کہ بودند(مِنۡ قَبۡلِهِمۡ)پیش ازایشاں یعنی بنی اسرائیل کہ زمین مصر وشام بدیشاں داد بعداز ہلاک جبابرہ تاتصرّف کردند درآں چنانکہ تصرّفِ ملوک در ممالکِ خود ودراندک فرصت حق تعالیٰ بوعدہ مومناں وفانمود جزائرعرب ودیارکسریٰ وبلادِروم برایشاں ارزانی داشت۔(تفسیر منہج الصادقین جلد ۶ ص ۳۳۵)

ترجمہ : وعدہ دیا اللہ نے ان کو جوتم میں سے ایمان لائے اوراچھے کام کئے کہ البتہ ضرور بالضرور خلیفہ بنائے گا۔یہ قسم مضمر کا جواب ہے۔اس کی تقدیر یہ ہے کہ اللہ نے ان سے وعدہ کیا اور بقسم کہا کہ البتہ ضرور بالضرور خلیفہ بنائے گا ان کو۔یا۔وعدہ کا جواب ہے،جو کہ حقیقت میں قسم کے قائم مقام ہے۔اور ہر تقدیر ہر اللہ نے وعدہ فرمایا ہے۔اور قسمیہ طور پر ارشاد فرمایا،کہ مومنوں کو عرب وعجم کے کافروں کی زمین

میں خلیفہ بناؤں گا۔اور بعض کے نزدیک مکہ کی زمین مراد ہے (كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ) اور حفص نے اس کو فعل معروف کے ساتھ پڑھا ہے۔یعنی جیسے خلیفہ بنایا ان کے پہلوں کو یعنی بنی اسرائیل کو کہ مصر و شام کی زمین جبابرہ کے ہلاک کرنے کے بعد دے دی یہاں تک کہ انہوں نے اس میں تصرّف کیا جیسے کہ بادشاہ اپنے ملکوں میں تصرّف کرتے ہیں۔تھوڑی مدّت میں خدا تعالےٰ نے مومنوں کے ساتھ وعدہ کو پوار کرتے ہوئے عرب کے جزیرے، کسریٰ کے محلات اور روم کے شہران کے قبضے میں دے دیئے۔

اس عبارت کے نیچے جو حاشیہ ہے، وہ بھی ملاحظہ ہو۔

ایں خبر غیب از معجزات قرآن است وآیاتِ دیگر وروایات بسیار دریں معنیٰ وار دشدہ است وآں گاہ کہ ایں خبر داد غیر شہر مدینہ ونواحی آں جائے در تصرّفِ مسلماناں نبودہ۔وآں شہر بسیار خورد بود واہالی آں فقیر و بسیار اندک کہ از شش ہزار از لشکرِ احزاب فرد مانند و خندق کندند و محصور نشستند تا باد دشمنان آنہا را متفرق کرد دراں حال خداوند نوید فتح جہاں داد۔(منہج الصادقین جلد۲ص ۳۳۵)

ترجمہ: یہ غیب کی خبر قرآن کا معجزہ ہے۔دوسری آیتیں اور کئی روایتیں اسی مضمون کی آئی ہیں جس وقت قرآن نے یہ خبر دی مسلمانوں کے قبضے میں شہر مدینہ اور اس کے گرد ونواح کے بغیر کوئی جگہ نہ تھی اور شہر بہت چھوٹا تھا۔اور وہاں کے رہنے والے فقیر اور تعداد میں کم تھے۔چھ ہزار لشکر کے گروہ سے عاجز آگئے۔خندق کھودی اور محصور ہو کر بیٹھ گئے۔یہاں تک کہ ہوا نے ان کے دشمنوں کو بکھیر دیا۔اور اسی حالت میں اللہ تعالیٰ نے جہان کی فتح کی خوشخبری دی۔

یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ خود نبی کریم ﷺ نے ایران اور روم کی فتح کے بارے میں یہاں تک فرمایا کہ خدا نے میرہاتھ پر روم فتح کیا۔میرے ہاتھ پر ایران

فتح کیا۔ظاہر بات یہ ہے کہ روم اور ایران نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد حضرت ابو بکر صدّیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے زمانہ میں فتح ہوئے۔گویا کہ نبی پاک ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ اور ان کی فتح کو اپنی فتح قرار دیا تھا۔

(حیات القلوب جلد۲ص۳۹۵مطبوعہ ایران)

یہی روایت کافی کتاب الروضہ کے اندر بھی موجود ہے۔حضرت سیّدنا امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فَضَرَبَ بِهَا ضَرْبَةً فَتَفَرَّقَتْ بِثَلَاثِ فِرَقٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) لَقَدْ فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيَّ فِيْ ضَرْبَتِيْ هٰذِهٖ كُنُوْزَ كِسْرٰى وَقَيْصَرَ۔

ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے (غزوۂ خندق میں) ایک کدال ماری جس سے پتھر تین ٹکڑے ہو گیا اور آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے ہاتھوں پر میری اس ضرب میں قیصر و کسریٰ کے خزانے فتح کر دیئے۔(کتاب الروضہ جلد۲ص۲۱۶)

سوال: آپ نے پورا حوالہ کیوں نقل نہیں کیا؟ کیا اس لئے کہ بعد والے الفاظ حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی منافقت ظاہر کر رہے ہیں۔(العیاذ باللہ) اگلے الفاظ یہ ہیں۔

فَقَالَ اَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهٖ يَعِدُ نَا بِكُنُوْزِ كِسْرٰى وَقَيْصَرَ وَمَايَقْدِرُ اَحَدُ نَا اَنْ يَخْرُجَ يَتَخَلّٰى۔(کافی،کتاب الروضہ جلد۲ص۲۱۶) مطبوعہ ایران

ترجمہ: (جب نبی اکرم ﷺ نے یہ بشارت دی تو) ان دونوں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا کہ یہ ہم سے قیصر و کسریٰ کے خزانوں کا وعدہ کرتے ہیں اور ہمارا حال یہ ہے کہ ہم اکیلے رفع حاجت کے لئے بھی نہیں جا سکتے۔

حیات القلوب جلد۲ ص ۳۹۵ میں یہ بھی روایت موجود ہے اور اس میں یہ صراحت موجود ہے کہ یہ بات حضرت ابوبکر صدیق نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کی تھی۔

جواب نمبر1

کتاب الروضہ ہو یا حیات القلوب ہو، یہ اہل سنت کے مسلمات میں سے نہیں ہیں ۔اس لئے ان کتابوں کی کوئی بات ہمارے خلاف پیش نہیں کی جاسکتی ۔ چونکہ یہ شیعہ کے مسلمات میں سے ہیں ۔اس لئے ان کتابوں کے مندرجات ان کے سامنے بطور دلیل پیش کئے جاسکتے ہیں۔

جواب نمبر2

سوال میں درج کئے گئے الفاظ من گھڑت ہیں۔

جواب نمبر3

علیٰ وجہ التسلیم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے استہزاءً نہیں فرمایا تھا بلکہ اسی بات کو نبوت کی دلیل قرار دیا تھا جس کو شیعہ مصنفین نے چابکدستی سے استہزاء کا رنگ دے دیا۔

جواب نمبر4

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی اس آیت کی تفسیر پوچھ لیتے ہیں کہ وہ اس آیت میں کئے گئے وعدہ کا حقدار کس کو سمجھتے ہیں؟ نہج البلاغۃ میں ہے (شیعہ کے نزدیک قرآن کے بعد سب سے معتبر کتاب یہی ہے۔) کہ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنگِ فارس میں شریک ہونے کیلئے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مشورہ لیا تو آپ نے فرمایا:

اِنَّ هٰذَا الْاَمْرَ لَمْ يَكُنْ نَصْرُهٗ وَخِذْلَانُهٗ بِكَثْرَةٍ وَّلَا بِقِلَّةٍ وَهُوَ دِيْنُ

اللهِ الَّذِىْ اَظْهَرَهٗ وَجُنْدَهُ الَّذِىْ اَعَدَّهُ وَ اَمَدَّهُ حَتّٰى بَلَغَ مَا بَلَغَ وَطَلَعَ حَيْثُ مَا طَلَعَ وَنَحْنُ عَلٰى مَوْعُوْدٍ مِنَ اللهِ وَاللهُ مُنْجِزٌ وَعْدَهُ وَنَاصِرٌ جُنْدَهُ وَمَكَانُ الْقَيِّمِ بِالْاَمْرِ مَكَانُ النِّظَامِ مَكَانُ الْقَيِّمِ مَكَانُ النِّظَامِ مِنَ الْخَرَزِ يَجْمَعُهُ وَيَضُمُّهُ فَاِذَا (فَاِنْ) انْقَطَعَ النِّظَامُ تَفَرَّقَ الْخَرَزُ وَذَهَبَ ثُمَّ لَمْ يَجْتَمِعْ بِحَذَا فِيْرِهٖ اَبَدًا وَالْعَرَبُ الْيَوْمَ وَاِنْ كَانُوْا قَلِيْلاً فَهُمْ كَثِيْرُوْنَ بِالْاِسْلَامِ عَزِيْزُوْنَ بِالْاِجْتِمَاعِ فَكُنْ قُطْبًا وَاسْتَدِرِ الرَّحَاءَ بِالْاَرْضِ وَبِالْعَرَبِ۔ (نہج البلاغۃ خطبہ ۱۴۴ ابمعہ ترجمہ ص ۳۶۳)

ترجمہ : اس امر میں کامیابی و ناکامی کا دارومدار فوج کی کمی و بیشی پر نہیں رہا ہے۔ یہ تو اللہ تعالےٰ کا دین ہے، جسے اس نے سب دینوں پر غالب رکھا ہے اور اسی کا لشکر ہے، جسے اس نے تیار کیا ہے اور اس کی ایسی نصرت کی ہے کہ وہ بڑھ کر اپنی موجودہ حد تک پہنچ گیا اور پھیل کر اپنے وعدہ کو پورا کرے گا، اور اپنے لشکر کی خود ہی مدد کرے گا۔ امورِ سلطنت میں حاکم کی حیثیت وہ ہوتی ہے جو مہروں میں ڈوری کی، جو انہیں سمیٹ کر رکھتا ہے۔ جب ڈوری ٹوٹ جائے تو سب مہر ٹوٹ جائیں گے اور بکھر جائیں گے۔ اور کبھی سمٹ نہ سکیں گے۔ آج عرب والے اگر چہ گنتی میں کم ہیں مگر اسلام کی وجہ سے بہت ہیں۔ اتحاد باہمی کی وجہ سے غلبہ و فتح پانے والے۔ تم اپنی جگہ کھونٹی کی طرح جمے رہو اور عرب کا نظم برقرار رکھو۔

ترجمہ از مفتی جعفر حسین ص ۳۲۴ مطبوعہ امامیہ کتب خانہ لاہور

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی کرّم اللہ وجہہ کا ارشادِ گرامی ہے:

مَنْ لَّمْ يَقُلْ اَنِّىْ رَابِعُ الْخَلِيْفَةِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ۔

ترجمہ : جو مجھے چوتھا خلیفہ نہ مانے اس پر اللہ کی لعنت ہو۔

مجمع الفضائل ترجمہ مناقب شہر آشوب ص ۳۷۶ (شمیم بک ڈپو، ناظم آباد، کراچی)

سوال :

پہلے خلیفہ حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ارشادِ ربانی ہے۔اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً ط دوسرے خلیفہ حضرت ہارون علیہ السلام ہیں۔قرآنِ پاک میں ہے۔ قَالَ مُوْسٰی لِاَخِیْهِ هٰرُوْنَ اخْلُفْنِیْ فِیْ قَوْمِیْ۔اور تیسرے خلیفہ حضرت داؤد علیہ السلام ہیں۔ اِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَةً فِی الْاَرْضِ ط اور چوتھے خلیفہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔اسی اعتبار سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ فرمان بالکل صحیح ہے۔

جواب :

گفتگو تو نبی ﷺ کے خلفاء میں ہے نہ کہ اللہ تعالیٰ کے خلفاء میں۔حضرت آدم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے خلیفہ ہیں۔حضرت ہارون علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلیفہ ہیں۔اور حضرت داؤد علیہ السلام بھی اللہ کے خلیفہ ہیں۔اور سیّدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ قرار پائیں گے اور نہ ہی محمد رسول اللہ (ﷺ) اس لئے لامحالہ ارشادِ مرتضوی کا یہی مفہوم متعین ہوگا کہ جو شخص مجھے نبی کریم ﷺ کا چوتھا خلیفہ نہ کہے اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت۔

شیعہ حضرات کو سوچنا چاہیئے کہ وہ خَلِیْفَتُهُ بِلَا فَصْلٍ ط کا نعرہ لگا کر اس لعنت کی زد میں تو نہیں آرہے ہیں؟ اگر تم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ بلافصل مانتے ہو تو اس دعویٰ پر ایک ہی صحیح نص پیش کرو، جس میں یہ بالکل ظاہر ہو کہ اس نص (قرآن و حدیث) کی عبارت سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خلیفہ بلافصل ہونا ظاہر ہو رہا ہے۔

مسئلہ بناتِ رسول ﷺ

حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے چار صاجزادیاں عطا فرمائیں۔ زینب، رقیہ، اُمِ کلثوم اور حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن اجمعین۔ لیکن شیعہ حضرات صرف ایک سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضور ﷺ کی صاجزادی تسلیم کرتے ہیں۔ باقیوں کو حضور ﷺ کی سگی اولاد صرف اس لئے نہیں مانتے کہ کہیں حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے رسولِ اکرم ﷺ کی دامادی کا شرف ثابت نہ ہو جائے۔ اس مسئلہ کو ہم دو بابوں میں بیان کریں گے۔ باب اوّل میں اپنے دلائل اور باب دوئم میں شیعہ سوالات کے جوابات دیئے جائیں گے۔ وَمَا تَوْفِيْقِي اِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ط

دلیل نمبر 1

خداوندِ قدوس قرآنِ مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَ بَنٰتِكَ وَ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ ط

(پ۲۲، سورۃ الاحزاب ۵۹)

ترجمہ: (۱) اے حبیب (ﷺ)! تم اپنی ازواج سے اور اپنی بیٹیوں سے اور اہلِ ایمان کی عورتوں سے یہ کہہ دو۔ (ترجمہ مقبول)

ترجمہ (۲) اے نبی! اپنی بیویوں اور اپنی لڑکیوں اور مومنوں کی عورتوں سے کہہ دو۔ (ترجمہ فرمان علی شیعہ)

ترجمہ (۳) يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اے پیغمبر برگزیدہ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ بگو مرزنانِ خودرا۔ وَبَنٰتِكَ و مر دخترانِ خودرا وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ. و زنانِ مومنان را۔

(تفسیر منہج الصادقین جلد ۷ ص ۳۶۸)

اس آیتِ کریمہ میں لفظ بَنَات جمع ہے۔اس کا واحد بِنتٌ ہے۔اور یہ کاف ضمیر خطاب کی طرف مضاف ہے۔جس کا صاف اور صریح یہ مطلب ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی بیٹیاں بہر حال دو سے زائد ہیں کیونکہ عربی لغت میں جمع کا اطلاق دو سے زائد پر ہوتا ہے۔اور یہ بات کہ رسول اللہ ﷺ کی بیٹی صرف ایک نہیں، مندرجہ بالا تینوں معتبر شیعی ترجموں سے بھی ظاہر ہے۔

اعتراض

قرآن حکیم میں اکثر مقامات پر جمع کا صیغہ بول کر ذاتِ واحد مراد لی گئی ہے جب کہ عزّت وتکریم کا مسئلہ ہو۔مثلاً

اِنَّا نَحنُ نَزَّلنَاالذِّ کرَ وَاِنَّا لَهُ لَحٰفِظُو نَ ٥

ترجمہ: بیشک ہم نے ذکر کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

یہاں پر اِنَّا۔ نَحنُ ۔نَزَّلنَا ۔حٰفِظُونَ۔ چاروں جمع کے صیغے ہیں۔لیکن یہاں ذاتِ واحد مراد ہے۔جمع مراد لینا شرک ہے۔

اسی طرح یٰاَیُّهَا الرُّسُلُ کُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ (اے پیارے رسول ﷺ !طیبات میں سے کھاؤ۔) الرُّسُل جمع کا صیغہ۔لیکن مراد ذات واحد جناب محمد مصطفیٰ ﷺ ہے۔اسی طرح اگر چہ لفظ بَنَات جمع ہے،لیکن اس سے مُراد فردِ واحد یعنی سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ہے۔زیادہ بیٹیاں مراد لینا گناہ ہے۔اس سے سیّدہ کی توہین ہوتی ہے۔

جواب:

جہاں بھی قرآنِ حکیم میں لفظ جمع آیا ہے،اس سے فرد واحد مراد ہرگز نہیں لے سکتے،جب تک کہ قرینہ موجود نہ ہو۔مندرجہ بالا دونوں آیات میں قرینہ موجود ہے پہلی آیات میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ٥ اِنَّمَآ اِلٰهُکُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ٥ قرینہ موجود ہے۔اور

دوسری آیت میں الرُّسُل سے ذاتِ مصطفیٰ ﷺ مراد لینے پر آیت ختمِ نبوت قرینہ موجود ہے۔ لیکن بَنَاتِکَ میں ایک بیٹی مراد لینے پر کونسا قرینہ موجود ہے؟

اعتراض:

یہ تو صحیح ہے کہ بَنَات سے مراد بیٹیاں ہی ہیں لیکن سگی نہیں، کیونکہ بعض اوقات سوتیلیوں اور قوم کی عورتوں کو بھی بنات کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ قرآن حکیم میں ہے:

هٰۤؤُلَآءِ بَنَاتِیۡ هُنَّ اَطۡهَرُ لَكُمۡ ٥

(یہ میری بیٹیاں ہیں، جو تمہارے لئے زیادہ پاکیزہ ہیں۔)

یہاں بھی لفظ بنات جمع ہے اور (ی) ضمیر متصل کی طرف مضاف ہے۔ لیکن مفسّرین کی تصریح کے مطابق حضرت لوط علیہ السّلام کی بیٹیاں صرف دو تھیں، لیکن نبی چونکہ اپنی قوم کا باپ ہوتا ہے، اس لئے قوم کی بیٹیوں کو اپنی بیٹیاں کہہ دیا۔ تو جیسے بَنَاتِی میں سگی بیٹیاں مراد نہیں، اسی طرح بَنَاتِکَ میں بھی سگی بیٹیاں مراد نہیں ہیں۔

الجواب بعونِ الوھاب:

هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِیۡ هُنَّ اَطۡهَرُ لَكُمۡ میں سگی بیٹیوں کے مراد نہ لینے پر زبردست قرینہ عقلی موجود ہے، اور وہ یہ کہ حضرت لوط علیہ السّلام کی بیٹیاں تو دو تھیں، لیکن قوم کے بے شمار افراد حضرت لوط علیہ السّلام کے روبرو تھے۔ ایک بیٹی کا نکاح چونکہ صرف ایک مرد سے ہوتا تھا۔ اور دو نکاح، دو سے زیادہ نکاح تو ممکن ہی نہیں تھا، اس لئے لامحالہ ماننا پڑے گا کہ حضرت لوط علیہ السّلام نے اپنی قوم کے افراد سے کہا کہ تمہارے گھروں میں جو تمہاری بیویاں ہیں، وہ ایک طرح میری بیٹیاں ہی ہیں اور وہ اَطۡهَرُ لَكُمۡ بھی۔ اس لئے فَلَا تُخۡزُوۡنِ فِیۡ ضَیۡفِیۡ۔ (مجھے اپنے مہمانوں کے سامنے رسوانہ کرو۔) لیکن بَنَاتِکَ میں سگی بیٹیاں دو سے زائد نہ لینے پر کونسا قرینہ عقلی موجود

ہے۔جبکہ بناتک کے بعد نساء المؤمنین سے مراد قوم کی بیٹیاں ہی ہیں۔

نساء المؤمنین اس بات کا قرینہ ہے کہ بناتک سے مراد حقیقی بیٹیاں ہیں اور بناتک میں حقیقی بیٹیاں مراد لینے پر مندرجہ ذیل دلائل موجود ہیں۔

دلیل نمبر1﴾ فروع کافی میں ہے کہ:

عن ابی عبداللہ قال کان رسول اللہ (ﷺ) ابا بنات۔

ترجمہ : حضرت امام جعفر صادق فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کئی بیٹیوں کے باپ تھے۔ (فروع کافی جلد۴ ص۵ کتاب العقیقہ)

من لایحضرہ الفقیہ جلد۳ ص۱۱۰ میں یہی روایت اس طرح مذکور ہے:

کان ابا بنات ۔(آپ صلی اللہ علیہ وسلم) کئی بیٹیوں کے باپ تھے۔)

دلیل نمبر2﴾ فروع کافی میں ہی ہے:

عن الجارود بن منذر قال قال لی ابو عبد اللہ بلغنی انہ ولد لک ابنۃ فتسخطھا وما علیک منھا ریحانۃ تشمھا فقد کفیت رزقھا وقد کان رسول اللہ ابا بنات۔

ترجمہ : جارود بن منذر سے روایت ہے کہ وہ کہتا ہے کہ مجھے حضرت امام جعفر صادق نے فرمایا کہ مجھے معلوم ہوا کہ تیرے ہاں بیٹی پیدا ہوئی ہے، اور تو اس سے خوش نہیں ہے، حالانکہ وہ تجھ پر بوجھ نہیں وہ ایک پھول ہے، جس کو تو سونگھے گا، اور تجھے اس کا رزق کفایت کیا گیا ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹیوں کے باپ تھے۔

(فروع کافی جلد۶ صفحہ۶ کتاب العقیقہ باب فضل البنات)

یہ دونوں روایتیں اس بات کی شاہد عادل ہیں کہ حضور ﷺ کی ایک بیٹی نہ تھی بلکہ کئی تھیں۔

دلیل نمبر3

حماد بن عیسیٰ کہتا ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق سے سنا، آپ فرما رہے تھے کہ میرے باپ حضرت امام محمد باقر فرماتے ہیں کہ رسول ﷺ نے اپنی تمام بیٹیوں اور اپنی کسی بھی زوجہ کا نکاح بارہ اوقیہ اور نش سے زائد پر نہیں کیا (ایک اوقیہ چالیس درھم کا ہوتا ہے اور ایک نش بیس درہم کا۔)

(فروع کافی جلد۵، صفحہ ۳۷۶، کتاب النکاح باب السنتہ فی المہور)

اس روایت میں امام محمد باقر کا سَائِرِ بَنَاتِهٖ (اپنی تمام بیٹیوں) کہنا اس بات کی دلیل ہے کہ ان کے نزدیک بھی نبی (ﷺ) کی شہزادیاں کئی تھیں صرف ایک نہ تھی۔

دلیل نمبر4

یزید بن خلیفہ کہتا ہے کہ میں حضرت امام جعفر صادق کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ قُم کے ایک آدمی نے (جس کا نام عیسیٰ بن عبداللہ تھا) مسئلہ پوچھا کہ عورتیں جنازہ کی نماز پڑھ سکتی ہیں، تو امام جعفر صادق نے فرمایا کہ بیشک رسول اللہ ﷺ مغیرہ بن عاص کے خون ضائع ہونے کی بات کر رہے تھے، اور ایک طویل حدیث امام نے بیان کی۔ اور بے شک نبی کریم ﷺ کی بیٹی سیدہ زینب کا انتقال ہوا تو (سیّدہ) فاطمہ نے عورتوں کے ساتھ چل کر جنازہ پڑھا۔

(الاستبصار جلد ۱: صفحہ ۴۸۵، باب الصلوٰۃ علیٰ جنازۃ معہا امرأۃ)

یہ روایت بھی صاف طور پر واضح کر رہی ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ایک اور بھی بہن تھی جو رسول اللہ ﷺ کی بیٹی تھی اور ان کا نام زینب تھا۔ یہی روایت تہذیب الاحکام جلد۳ ص ۳۳۳ پر بھی موجود ہے۔

دلیل نمبر5

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بطن سے نبیؐ مکرم کی جو اولاد اعلانِ نبوت سے پہلے پیدا ہوئی، وہ ہے، قاسم، رقیہ، زینب، اُم کلثوم، اور جو اولاد حضرت خدیجہ

الکبریٰ کے بطن سے اعلانِ نبوت کے بعد پیدا ہوئی، وہ ہے طیب وطاہر اور فاطمہ۔ اور یہ بھی مروی ہے کہ اعلان نبوت کے بعد صرف حضرت فاطمہ کی ولادت ہوئی، جب کہ طیب وطاہر کی ولادت اعلان نبوت سے پہلے ہی ہو چکی تھی۔

(اصول کافی جلد ا: صفحہ ۴۳۹، کتاب الحجۃ)

یاد رہے کہ اصول کافی وہ کتاب ہے، جس کے متعلق بعض شیعہ علماء کا یہ عقیدہ ہے کہ:

اِنَّہٗ عُرِضَ عَلَی الْقَآئِمِ صَلٰوَاتُ اللّٰہِ عَلَیْہِ فَاسْتَحْسَنَہٗ وَقَالَ، ھٰذَا کَافٍ لِشِیْعَتِنَا۔

(اصول کافی جلد ا: صفحہ ۲۵، شافی شرح کافی جلد ۱۷)

ترجمہ: یہ کتاب امام مہدی کے سامنے پیش کی گئی تو آپ نے اس کی تعریف کی، اور کہا یہ ہمارے شیعوں کو کافی ہے۔

گویا کہ شیعوں کے بارھویں امام نے بھی اس بات کی تصدیق کی ہے کہ حضور ﷺ کی، حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے چار صاحبزادیاں پیدا ہوئیں۔ یہ بھی یاد رہے کہ اصول کافی شیعوں کے بڑے مجتہد یعقوب کلینی کی کتاب ہے اور اس نے اپنی کتاب میں وہی باتیں درج کی ہیں جن پر اُسے خود بھی پورا یقین تھا۔ تفسیر صافی میں ہے کہ:

اِنَّہٗ ذَکَرَ فِیْ اَوَّلِ الْکِتٰبِ اَنَّہٗ یَثِقُ بِمَا رَوَاہُ فِیْہِ۔

(کلینی نے اپنی کتاب کی ابتداء میں ذکر کیا ہے کہ اس نے اس کتاب میں صرف وہی چیزیں ذکر کی ہیں جن پر اسے پورا وثوق ہے۔) (تفسیر صافی جلد ا ص ۳۴)

دلیل نمبر 6

صاحب قرب الاسناد کہتا ہے کہ مجھے مصعدہ بن صدقہ نے بتایا کہ وہ کہتا ہے مجھے امام جعفر صادق نے اپنے باپ محمد باقر سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ حضور ﷺ

کی حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے مندرجہ ذیل اولاد پیدا ہوئی،
قاسم، طاہر، اُمّ کلثوم، فاطمہ، رقیہ اور زینب۔ (قرب الاسناد ص ٦)

معلوم ہوا کہ امام باقر اور جعفر صادق کا بھی یہی اعلان ہے کہ نبی کریم ﷺ کی صاحبزادیاں چار ہیں۔

اعتراض

مشہور شیعی مناظر مولوی اسماعیل گوجروی نے اس روایت پر اپنی کتاب فتوحات شیعہ ص ۳۱ پر ایک عجیب فکر آمیز اعتراض کیا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

حضور! یہ روایت سُنیوں کی ہے۔ شیعوں کی نہیں۔ ضعیف ہے صحیح نہیں۔

رَوَى الْحِمْيَرِيُّ فِي قُرْبِ الْاَسْنَادِ عَنْ هَارُوْنَ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ مِصْعَدَةَ بْنِ صَدَقَةَ عَنْ جَعْفَرٍ عَنْ اَبِيْهِ۔

اس سند میں ایک راوی حمیری شارب الخمر ہے۔ اَنَّهُ كَانَ يَشْرَبُ الْخَمْرَ حمیری ہمیشہ شراب پیتا تھا حتیٰ کہ اس کا چہرہ سیاہ ہو چکا تھا۔ پھر ہمارے ملنگوں پر بھنگ نوشی کا الزام لگاتے ہو۔ اور خود شرابیوں کی روایات پیش کرتے ہو، اور انہیں اپنا دین و ایمان بنائے پھرتے ہو۔ اور دوسرا راوی اس سند میں مصعدہ بن صداقہ ہے جو سُنی تبرّی ہے۔ یہ روایت سُنیوں کی ہے، کسی شیعہ راوی کی عبارت پیش کرو۔

الجواب

اس سند پر مولوی اسماعیل صاحب نے دو اعتراض کئے ہیں۔ اور دونوں ہی غلط ہیں۔ پہلا جھوٹ حمیری کے متعلق بولا گیا وہ شرابی تھا، اس کا منہ کالا ہو گیا تھا۔

جناب! جس حمیری کی بات آپ کرتے ہیں۔ وہ اور ہے، اور جس کی بات ہم کرتے ہیں وہ اور ہے۔ آپ کے حمیری کا نام اسماعیل بن محمد تھا اور لقب تھا السید۔ دیکھئے رجال الکشی ص ۲۴۳، اور جس حمیری کی روایت ہم پیش کرتے ہیں، وہ تو خود

کتاب قرب الاسناد کا مؤلف ہے۔ اگر آپ قرب الاسناد کا ٹائٹل ہی ملاحظہ فرمالیجے تو آپ کو نظر آتا۔ قرب الاسناد لا بی العبّاس عبداللہ ابن جعفر الحمیری القمی من اصحاب الامام العسکری۔

جناب! یہ تو آپ کے گیارہویں امام حسن عسکری کا صحابی ہے۔ اگر آپ کی پھر بھی تسلی نہ ہوتو اپنے مذہب کی اسماء الرجال کی کتابیں اُٹھائیں۔ ہمارے دعویٰ کی خود بخود تصدیق ہو جائے گی۔

عبدُاللہ بن جعفرِ بن حُسَینِ الحِمیری ابو العبّاس القُمّی شیخُ القُمّیّینَ وَ وَجْهُهُمْ ثقة من اصحاب ابی محمّدِ العسکری۔

(رجالُ العلّامة الحلّی ص۱۰۶)

رجالِ طوسی امام حسن عسکری کے اصحاب کے ذکر میں باب تین نکال لیتے ،اس میں دوسرے نمبر پر یوں تحریر ہے۔

''عبداللہ بن جعفر الحمیر ی قمی ثقة'' (رجال الطوسی ص۴۳۲)

''عبداللہ بن جعفر بن حسین بن مالک بن جامع الحمیری ابو العبّاس شیخ القمین وو جههم وصنف کتبا کثیر ة ......قرب الاسناد'' (رجال النجاشی ص۱۵۲)

دوسرا راوی ،جس کو مولوی اسماعیل نے سُنّی بتایا ہے ،اس کا نام ہے مصعدہ صداقہ۔اس کے متعلق بھی کتب رجال ملاحظہ فرمائیے۔

''مصعده بن صد قة رواه عن ابی عبداللہ وابی الحسن له کتب''

(رجال النجاشی ص۲۹۵)

رجال الطوسی میں اصحاب صادق کی فہرست میں ۳۵ ڈنمبر ملاحظہ فرمائیے۔

''مصعدة بن صدقه العبسی البصری ابو محمد'' (رجال الطوسی ص۳۱۴)

نیز اگر یہ تسلیم کیا جائے کہ یہ راوی سُنی تھا، ماننا پڑے گا کہ ائمہ کے اصحاب سُنی تھے، جن سے ائمہ روایتیں بیان فرماتے تھے۔ نیز پھر بھی تسلیم کرنا پڑے گا، کہ اگر راوی سُنّی ہو تو سند معتبر، اگر شیعہ ہو تو غیر معتبر۔ کیونکہ علاّمہ مجلسی نے جب حیات القلوب میں اس روایت کو نقل کیا تو لکھا:

درقرب الاسناد بسند معتبر از حضرت صادق روایت کردہ است از برائے رسولِ خدا از خدیجہ متولّد شدند طاہر، قاسم، فاطمہ، امّ کلثوم، رقیہ، زینب۔

(حیات القلوب جلد۲ ص ۵۸۸)

ترجمہ : قرب الاسناد میں معتبر سند کے ساتھ، حضرت جعفر صادق سے روایت کیا ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے رسولِ خدا ﷺ کی یہ اولاد پیدا ہوئی۔ طاہر، قاسم، فاطمہ، ام کلثوم، رقیہ، زینب۔ نیز یہ راوی سُنّی کس طرح ہو گیا؟ کیونکہ اس کے حالات میں صاف لکھا ہوا ہے (تبـرّیٔ) یعنی وہ تبرّا کرنے والا تھا۔ حالانکہ کوئی بھی سُنّی شیخین پر تبرّا کرنے کا تصور بھی نہیں رکھتا۔

دلیل نمبر7

تہذیب الاحکام میں رمضان المبارک کی یومیہ دعاؤں کا ذکر کرتے ہوئے ایک درود شریف لکھا ہے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ رُقَیَّۃَ بِنْتِ نَبِیِّکَ وَالْعَنْ مَنْ اٰذیٰ نَبِیَّکَ فِیْھَا۔

اے اللہ! اپنے نبی ﷺ کی صاحبزادی رقیہ پر رحمت نازل فرما اور اس آدمی پر لعنت فرما، جس نے رقیہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے بارے میں تیرے نبی کو ایذا پہنچائی۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ اُمِّ کُلْثُوْمِ بِنْتِ نَبِیِّکَ وَالْعَنْ مَنْ اٰذیٰ نَبِیَّکَ فِیْھَا۔

اے اللہ! اپنے نبی ﷺ کی صاحبزادی امّ کلثوم (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) پر

رحمت نازل فرما، اور اس آدمی پر لعنت فرما جس نے اِم کلثوم کے بارے میں تیرے نبی کو ایذا پہنچائی۔ (تہذیب الاحکام جلد ۳ ص ۱۲۰)

آپ نے غور فرمایا کہ شیعہ متقدمین رمضان شریف جیسے مقدس مہینے میں حضور ﷺ کی ان دونوں شہزادیوں پر درود پڑھتے ہیں، جو حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں تھیں، لیکن آج کے شیعہ حضرات اپنے بزرگوں کے فیصلوں اور معمولات کے برخلاف ان دونوں کو نبی کریم ﷺ کی شہزادی تسلیم کرنے پر ہی تیار نہیں۔ نیز اس درود میں ان لوگوں پر لعنت کی گئی ہے، جو ان دونوں شہزادیوں کے متعلق نبی کریم ﷺ کو ایذاء دیتے ہیں۔ اور وہ موذی کون ہیں؟ اگر کسی آدمی کو اس کی بیٹی کے بارے میں کہا جائے کہ یہ اس کا باپ نہیں تو اس آدمی کے لئے اس سے بڑی گالی اور کوئی نہیں۔ اور اس سے اس کو سخت ایذا پہنچتی ہے۔ اس درود میں انہی لوگوں پر لعنت کی گئی ہے، جو ان کو نبی کریم ﷺ کی بیٹیاں نہ کہہ کر نبی کریم ﷺ کو ایذا دیتے ہیں۔

دلیل نمبر 8

حیات القلوب میں حضرت امام جعفر صادق سے ایک معتبر حدیث منقول ہے، جس میں حضور ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سامنے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے فضائل بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

خدیجہ، خدا اُو را رحمت کند از من، طاہر مطہر را بہم رسانید کہ نامِ او عبد اللہ بود، و قاسم را آورد و فاطمہ ورقیہ و زینب و امّ کلثوم از بہم رسیدند۔

ترجمہ : (حضرت) خدیجہ پر خدا کی رحمت ہو کہ اس نے مجھے طاہر وہ مطہر دیا، جس کا نام عبد اللہ تھا، قاسم کو پیدا کیا، اور فاطمہ، رقیہ، زینب، اور امّ کلثوم اس سے پیدا ہوئیں۔ (حیات القلوب جلد ۲ ص ۸۷)

دلیل نمبر9﴾

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ:

''وَقَدْ نِلْتَ مِنْ صِهْرِهِ مَالَمْ يَنَالَا'' (نہج البلاغۃ، خطبہ۱۶۳، ص۵۲۵)

ترجمہ: اور تو نے حضور ﷺ کی دامادی کا شرف بھی حاصل کیا ہے، جو ان دونوں (ابوبکر وعمر) نے نہیں پایا۔

معلوم ہوا کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دامادِ نبی سمجھتے تھے، اور دامادِ نبی تب ہی ہو سکتے ہیں۔ جب حضور ﷺ کی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے علاوہ کوئی اور بیٹی موجود ہو۔

اعتراض﴾

مولوی اسماعیل نے فتوحاتِ شیعہ کے ص ۳۳ پر اس حوالہ کے متعلق ایک عجیب جاہلانہ اعتراض کیا ہے ملاحظہ ہو:

یہ کتاب نہج البلاغت کلامِ امیر ہے۔ باب مدینۃ العلم کا کلام ہے نہج البلاغت اس کا نام ہے اور فصاحت و بلاغت تو آپ کے بزرگوں کو نہ آئی اس کا ترجمہ چار بیٹیاں کہاں، پورا داماد کہاں۔ حضرت کی اولاد کہاں اس میں تو لفظِ مِن موجود ہے جو تبعیض کا حرف ہے یعنی تو نے دامادی میں سے تھوڑی نسبت پائی ہے، جو شیخین نے نہیں پائی مِن تبعیض کا ہے، جس کا معنی بعض کے ہیں۔ اگر پورا داماد ہوتا تو لفظِ مِن کیوں آتا، اور داماد پورا تب ہوتا جب بیٹیاں پوری حقیقی ہوتیں۔ بیٹیاں ربیبہ نسبت کمزور، جیسی بیٹیاں، ویسا داماد، نہ بیٹیاں پوری نہ داماد۔

جواب: مولوی اسماعیل نے اس جگہ عبارت کا مطلب تبدیل کرنے کے لئے حیلے تو بہت کیے عیاری سے بھی کام لیا۔ پھر عبارت کا مطلب تو نہ بدلنا تھا، علمیت کا بھانڈا

تو ضرور پھوٹ گیا۔ کیوں جناب! ہر جگہ مِن تبعیض کے لئے آتا ہے؟ اگر جواب اثبات میں ہے، تو دلیل؟ المنجد عربی اردو میں ہے کہ ''نَالَنِیْ مِنْ فُلَانٍ مَعْرُوْف''
(المنجد ص ۱۳۲۷)

ترجمہ: فلاں کی طرف سے مجھ کو بھلائی پہنچی۔
جناب! یہاں بھی فعل نَالَ ہے اور اس کے بعد مِنْ ہے۔ وہاں بھی فعل نَال ہے اور اس کے بعد مِنْ۔ اگر'' نَالَنِیْ مِنْ فُلَانٍ مَعْرُوْف'' کا ترجمہ، اس کی طرف سے مجھے سوتیلی غیر حقیقی بھلائی پہنچی، نہیں ہوسکتا، تو قَدْنِلْتَ مِنْ صِھْرِہٖ مَا لَمْ یَنَالَا میں بھی غیر حقیقی سوتیلی دامادی، ترجمہ نہیں ہوسکتا۔ لسان العرب میں ہے کہ'' نَالَنِیْ مِنْ فُلَانٍ مَعْرُوْف یَنَالُنِیْ۔ اَیْ وَصَلَ اِلَیَّ مِنْہُ مَعْرُوْف''
(لسان العرب جلد ۱۱ ص ۶۸۵)

پھر جناب! نہج البلاغت کے تمام مترجمین وشارحین نے اس کا ترجمہ داماد، ہی کیا ہے مولوی اسماعیل والا ترجمہ نہیں کیا۔ ملاحظہ ہو:
''واز دامادئ آنحضرت ﷺ بمقام رسیدہ ای کہ آنہاں نہ رسیدند''۔
(ترجمہ وشرح نہج البلاغہ بقلم محمد علی انصاری قم ص ۴۴۵)

ترجمہ: آنحضرت ﷺ کے داماد ہونے کے باعث آپ اس مقام پر پہنچے کہ جہاں وہ (ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما) نہ پہنچے۔

ایک اور حوالہ ملاحظہ ہو:
وبدامادئ پیغمبر مرتبہ یافتہ ای کہ ابوبکر وعمر نیافتند عثمان رقیہؓ وامّ کلثوم را۔ ابن بناء بر مشہور دختران پیغمبر بودند۔ بہ ہمسری خود در آورد۔ در اوّل رقیہؓ را و بعد از چند گاہ کہ مظلومہ وفات نمود، امّ کلثوم را بجائے خواہر با او دادند۔ واز ایں روح است کہ باپیش عامہ وسنی ہا بذی النورین ملقب گشتہ۔

ترجمہ: دامادیٔ پیغمبر ﷺ کے باعث آپ نے وہ مرتبہ حاصل کیا کہ ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حاصل نہیں کیا۔ یعنی عثمان نے۔ رقیہ اور امّ کلثوم مشہور قول کے مطابق پیغمبر ﷺ کی بیٹیاں تھیں۔ پہلے رقیہؓ کو حضرت عثمان کے نکاح میں دیا۔ کچھ عرصہ بعد ان کی وفات ہوگئی تو ام کلثوم کو ان کی ہمشیرہ کی جگہ دیا۔ اسی وجہ سے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب عام لوگوں اور سُنیوں کے نزدیک ذوالنورین پڑ گیا۔

(ترجمہ وشرح نہج البلاغۃ بقلم فیض الاسلام ص ۵۲۸)

مولوی اسماعیل کا یہ کہنا کہ یہ بیٹیاں سوتیلی غیر حقیقی تھیں بالکل بے دلیل ہے۔

شیعہ حضرات کا مجتہد اعظم علامہ مجلسی لکھتا ہے کہ:

''وجمع از علمائے خاصہ را اعتقاد آن است کہ رقیہؓ وامِ کلثوم دختران خدیجہ بودند از شوہر دیگر کہ پیش از شوہری رسولِ خدا داشتہ حضرت ایشاں را تربیت کردہ بود۔ دختر حقیقی آنجناب نبودند وبعضے گفتہ اند کہ دختران آلہ خواہر خدیجہ بودہ اند در نفی این ہر دو قول روایتِ معتبرہ دلالت می کند''۔ (حیات القلوب جلد۲ ص ۵۸۹ باب ۵۱)

ترجمہ: علماءِ خاصہ اور عامہ کی ایک جماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ رقیہ اور امّ کلثوم، حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اس شوہر سے بیٹیاں تھیں جس کے ساتھ نبی اکرم ﷺ سے پہلے شادی کی تھی۔ اور حضور ﷺ نے ان کو پالا تھا۔ یہ حضور ﷺ کی سگی بیٹیاں نہ تھیں۔ اور بعض نے یہ کہا ہے کہ یہ لڑکیاں حضرت خدیجہ کی ہمشیرہ آلہ کی تھیں۔ لیکن ان دونوں اقوال کی نفی پر معتبر روایتیں دلالت کرتی ہیں۔

ہماری تشریح وتوضیح سے مولوی اسماعیل صاحب کی انوکھی اور بھونڈی تاویل کی حقیقت یقیناً قارئین پر بے نقاب ہوگئی ہوگی۔

دلیل نمبر10

شیعہ حضرات کے ثقۃ المحدثین شیخ عباس قمی نے اپنی مشہور کتاب منتہی الامال میں حضور ختمی المرتبت ﷺ کی اولاد وامجاد کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا:

''از حضرت صادق روایت شدہ است کہ از برائے رسولِ خدااز خدیجہ متولّد شدند طاہر و قاسم و فاطمہ واُمّ کلثوم و رقیہ و زینب، وتزویج نمود فاطمہ رابہ حضرت امیر المؤمنین و زینب رابہ ابی العاص بن ربیع کہ از بنی امیہ بود ۔ واُمّ کلثوم رابعثمان بن عفان ۔ وپیش از اں کہ بخانہ عثمان برود برحمتِ الٰہی واصل شد ۔ وبعد از او حضرت رقیہ رابا او تزویج نمود ۔ پس از برائے حضرت رسول اللہ ﷺ در مدینہ ابراہیم متولّد شداز ماریہ قبطیہ ۔

(منتہی الآمال ص ۱۳۲ فصل ہشتم در بیان احوال وامجاد آنحضرت ﷺ است)

ترجمہ : حضرت امام جعفر صادق سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کے لئے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پیدا ہوئے طاہر، قاسم، فاطمہ، امّ کلثوم، رقیہ اور زینب ۔ رسول اکرم ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی حضرت امیر المؤمنین علی المرتضیٰ سے کی اور زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی ابوالعاص بن ربیع سے کی جو کہ خاندان بنوامیہ سے تھے اور امّ کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عثمان بن عفان سے ۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر جانے سے پہلے ہی ان کا وصال ہو گیا ۔ اور اس کے بعد رسول اکرم ﷺ نے عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی کر دی ۔ پھر مدینہ منورہ میں رسولِ اکرم ﷺ کے لئے حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضرت ابراہیم پیدا ہوئے ۔

قارئین کرام!

الحمدللہ! ہم نے دس قوی دلائل سے یہ ثابت کر دیا ہے کہ حضور ﷺ کی چار صاحبزادیاں تھیں ۔ اور جو لوگ اس سلسلے میں شک و شبہ میں مبتلا تھے، امید ہے کہ ہماری اس مختصر لیکن مدلّل تحریر سے شکوک و شبہات کے بادل چھٹ جائیں گے اور حق پوری آب و تاب کے ساتھ نکھر کر سامنے آجائے گا ۔ لیکن ''نہ مانوں'' کے مریض کا کوئی علاج نہیں ۔

مسئلہ تحریفِ قرآنی

شیعوں کے نزدیک موجودہ قرآن ناقص ہے۔اس میں سے جامعینِ قرآن نے کئی آیات گرادی ہیں اور کئی مطلب کی آیات بڑھادی ہیں۔لیکن موجودہ زمانے کے شیعہ کے سامنے یہ روایات پیش کی جاتی ہیں،تو جان چھڑانے کے لئے یہ کہہ دیتے ہیں کہ تم اہلِ سُنّت بھی تحریف کے قائل ہو۔حالانکہ ہم اہلِ سُنّت و جماعت تحریفِ قرآن کے قائل پر کروڑ ہا بار لعنت بھیجتے ہیں۔

شیعہ حضرات میں اگر یہ ہمت ہے تو وہ بھی اس بات کا اعلان کریں لیکن شیعہ ہمارے کسی بزرگ کا نام پیش کر سکتے،جو تحریفِ قرآن کا قائل ہو۔ہمارے نزدیک تو تحریفِ قرآن کا قائل کافر ہے۔جبکہ شیعہ قائلینِ تحریف کے بارے میں فتویٰ جاری کرنے کے لئے تیار نہیں۔

ہمارے دعویٰ پر دلائل ملاحظہ ہوں:

حضرت امام باقر فرماتے ہیں کہ جو آدمی یہ دعویٰ کرے کہ میں نے تنزیل کے مطابق سارا قرآن جمع کیا(جو میرے پاس ہے)تو وہ جھوٹا ہے۔کیونکہ قرآنِ کریم کو تنزیل کے مطابق صرف حضرت علی اور ان کے مابعد ائمہ نے جمع کیا ہے اور یاد کیا ہے۔

(تفسیر صافی جلد ا ص ۱۲ المقدمۃ الثانیہ)

سالم بن سلمہ کہتا ہے کہ امام جعفر کے پاس ایک آدمی نے قرآن پڑھا۔جو قرآن پڑھتے ہیں،وہ اس کے مطابق نہ تھا۔تو امام جعفر نے فرمایا۔یہ پڑھنے سے باز آجاؤ،بلکہ ویسے ہی پڑھو جیسے کہ لوگ پڑھتے ہیں۔یہاں تک کہ امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ظہور ہو جائے۔جب امام مہدی تشریف لائیں گے۔تو وہ صحیح قرآن پڑھیں گے۔اس کے بعد امام جعفر صادق نے وہ مصحف لیا،جو حضرت علی نے لکھا تھا،اور فرمایا جب حضرت علی اس کی کتابت سے فارغ ہوئے تو آپ اس قرآن کو لوگوں کے پاس لے

گئے اور فرمایا۔

''یہ اللہ عز وجل کی کتاب ہے اور میں نے اس کو لوحین کے درمیان جمع کیا ہے'' (اس کو لے لو)

تو لوگوں نے کہا کہ ہمارے پاس قرآن موجود ہے۔ ہمیں تیرے اس قرآن کی کوئی ضرورت نہیں۔ تو آپ نے فرمایا اچھا مجھے قسم ہے اللہ کی آج کے بعد تم اس کو کبھی نہیں دیکھ سکو گے۔ میرا یہ فرض تھا کہ جب میں نے اسے جمع کیا تو تمہیں بتاؤں تا کہ تم اس کو پڑھ سکو۔ (اصول کافی جلد ۲، ص ۴۳۳، کتاب فضل القرآن)

حضرت امام جعفر صادق نے فرمایا کہ اگر اللہ کی کتاب میں کمی بیشی نہ کی جاتی، تو صاحبِ عقل لوگوں پر ہمارا حق مخفی نہ رہتا۔ (تفسیر صافی جلد ۱، ص ۲۵ مقدمہ سادسہ)

امام ابی جعفر صادق محمد باقر نے فرمایا کہ قرآن مجید میں سے بہت سے آیتیں گرا دی گئی ہیں۔ لیکن کوئی کوئی حرف بڑھا دیا گیا ہے۔

(تفسیر صاوی جلد ۱، ص ۲۵ المقدمۃ السادسۃ

حضرت علی مرتضیٰ نے زندیق کو فرمایا کہ پھر جب ان منافقوں سے وہ مسئلے پوچھے جانے لگے۔ جن کو وہ نہیں جانتے تھے۔ تو وہ مجبور ہوئے کہ قرآن جمع کریں۔ اس کی تاویل کریں اور اس میں وہ باتیں بڑھائیں جن سے وہ اپنے کفر کے ستون قائم کر سکیں۔ (احتجاج طبرسی جلد ۱، صفحہ ۳۸۳ تفسیر صافی جلد ۱، صفحہ ۳۰ مقدمہ سادسہ)

تُقَات رسمِ خط کے قاعدے سے اس صورت میں اس لئے لکھا جاتا ہے کہ بعض قاریوں نے حسبِ تنزیلِ خدا اس کو تَقِیَّہ پڑھا ہے۔ اگر تُقَات بھی پڑھا جائے تب بھی معنیٰ اس کے تَقِیَّہ ہی ہوں گے۔ صرف چالاکی یہ کی گئی ہے کہ تُقَات پڑھنے سے مقصد یہ ہے کہ عوام الناس کو دھوکہ دیا گیا کہ لفظِ تقیہ قرآن مجید میں نہیں ہے۔

(ترجمہ مقبول مطبوعہ افتخار بک ڈپو لاہور، حاشیہ زیر آیت)

(اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً ط پ ۳، آل عمران ۲۸)

إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى آدَمَ...... الخ تفسیر قُمی میں وارد ہے کہ یہ آیت اس طرح تھی:

إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى آدَمَ وَنُوحًا وَّاٰلَ إِبْرٰهِيمَ وَاٰلَ عِمْرَانَ وَاٰلَ مُحَمَّدٍ.....الخ

لوگوں نے اس کتاب سے لفظِ آل مُحَمَّدٍ کو گرادیا ہے۔ تفسیر عیاشی میں ہے کہ لفظ آلِ محمد اس آیت میں موجود تھا لوگوں نے مِٹا دیا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ اصل کتاب یوں تھی آلِ ابراھیم و آل محمد، بجائے لفظ مُحَمَّدٍ کے عِمْرَانَ بنادیا گیا۔

(ترجمہ مقبول ص ۴۳)(پ ۳، سورہ آل عمران آیت ۲۳)

وَإِذْ أَخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ ......الخ

جناب امام محمد باقر سے اس آیت کے مبسوط معنیٰ لکھنے کے بعد ذکر کیا ہے کہ ان حضرات کا قول یہ ہے کہ اصل تنزیلِ خدا اس طرح تھی۔

وَإِذْ أَخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ أُمَمِ النَّبِيِّينَ ......الخ

مگر بعد میں لفظ اُمَم گرادیا گیا۔ (ترجمہ مقبول پارہ ۳، سورہ آلِ عمران آیت ۸۱)

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ ۔ تفسیر قُمی میں حضرت جعفر سے منقول ہے کہ کسی نے ان کے سامنے پڑھا، كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ، تو حضرت نے فرمایا آیا وہ اُمت خیر امت ہے، جس نے جناب امیر المومنین اور حسنین کو قتل کیا تھا؟ اس پڑھنے والے نے عرض کیا کہ میں آپ پر فدا ہوں، یہ آیت کیونکر نازل ہوئی تھی؟ فرمایا، اس طرح نازل ہوئی۔

أَنْتُمْ خَيْرُ أَئِمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ ط

(حاشیہ ترجمہ مقبول پارہ ۴ سورہ آلِ عمران آیت ۱۱۰)

امیر المومنین سے ایک روایت منقول ہے کہ میں نے اپنے حبیب اکرم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اگر مومن دُنیا سے اس حالت میں مر جائے کہ کل اہلِ زمین کے گناہوں کے برابر ہوں تو بھی موت اس کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے گی۔ پھر فرمایا جو شخص لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ سچے دل سے کہے گا وہ شرک سے بَری ہے۔ اور جو دنیا سے اس

حال میں جائے گا کہ کسی شئی کو خدا کا شریک نہ ٹھہرایا ہوگا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ پھر آنحضرت ﷺ نے آیت تلاوت فرمائی:

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ مِنْ شِیْعَتِکَ وَمُحِبِّیْکَ یَاعَلِی (ترجمہ مقبول پارہ ۵ سورہ نساء، آیت ۴۸)

موجودہ قرآن میں لفظ" شِیْعَتِکَ وَ مُحِبِّیْکَ یَاعَلِی "نہیں ہے۔

"وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْآ اَنْفُسَھُمْ جَآءُوْکَ" تفسیر قمی میں ہے کہ اصل تنزیل میں جَآءُوْکَ کے بعد یَاعَلِی ہے۔

(ترجمہ مقبول ص ۱۰۵، پارہ ۵، سورہ نساء آیت ۶۴)

"وَلَوْ اَنَّھُمْ فَعَلُوْا مَایُوْعَظُوْنَ بِہٖ" کافی میں جناب امام باقر سے منقول ہے، اصل تنزیل یوں تھی۔ "مَایُوْعَظُوْنَ بِہٖ فِی عَلِی"

(ترجمہ مقبول ص ۱۰۵، پارہ ۵، آیت ۶۶)

ترجمہ مقبول میں تحریفِ قرآن کے مزید حوالے دیکھنے ہوں تو دیکھیں۔

(۱۲۴، ۱۲۵، ۱۴۵، ۳۵۴، ۵۱۲، ۴۸۱)

اصولِ کافی میں ہے، جو قرآنِ حکیم حضرت جبرئیل علیہ السلام حضور ﷺ پر لائے تھے، اس کی سترہ ہزار آیتیں تھیں۔ (اصول کافی جلد ۲، ص ۴۳۴)

جبکہ موجودہ قرآن میں کل آیات صرف ۶۶۶۶ ہیں۔

ایک آدمی کو امام حسن نے قرآن دیا، اور کہا اس کو نہ دیکھنا۔ میں نے کھولا۔ اس میں پڑھا۔ "لَمْ یَکُنِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا" تو اس میں ستر قریشی آدمیوں کے نام اور ان کے آباء کے ناموں سمیت میں نے پڑھا۔ (اصول کافی جلد ۲، ص ۴۳۱)

حضرت علی نے فرمایا "اَنَّھُمْ اَثْبَتُوْا فِی الْکِتَابِ مَالَمْ یَقُلْہُ اللّٰہُ لِیَلْبِسُوْا عَلَی الْخَلِیْفَۃ"

ترجمہ: ان منافقوں نے قرآن میں وہ باتیں بڑھا دیں، جو اللہ نے نہیں فرمائیں،

تا کہ مخلوق کو دھوکہ دیں۔ (احتجاج طبرسی جلد ا ص ۱۷۲ مطبوعہ بیروت لبنان)

شیعہ حضرات کی معتبر تفسیر صافی جلد اول ص ۳۲ "المقدمۃ السادسۃ" عنوان یوں ہے:

"المقدمۃ السادسۃ فی نبذ مما جاء فی جمع القرآن و تحریفہ و زیادتہ و نقصہ و تاویل ذلک"

اور اس مقدمہ میں متعدد روایات تحریف درج کرنے کے بعد شیعوں کا مجتہد اعظم ملا فیض کاشانی لکھتا ہے، جس کا ترجمہ یہ ہے:

ان تمام روایات سے (اور روایات بھی وہ جو اہل بیت سے مروی ہیں) یہ امر اس میں اللہ کی تنزیل کے مخالف چیزیں ہیں۔ اور یہ قرآن مغیر محرف ہے اور حضرت علی کا نام نامی گرا دیا گیا ہے اور کئی جگہ سے لفظ آل محمد گرا دیا گیا ہے۔ اور منافقوں کے نام گرا دیئے گئے ہیں اور اس کے علاوہ بھی بہت کچھ کیا گیا ہے۔ اب یہ بات بھی ہے کہ موجودہ قرآن کی ترتیب اللہ اور اس کے رسول کی پسندیدہ ترتیب نہیں ہے۔ اور یہی بات علی بن ابراہیم نے اپنی تفسیر میں کی ہے۔ (تفسیر صافی جلد ا ص ۳۲)

اور اسی تفسیر صافی کے ص ۳۴ پر لکھا ہے جس کا ترجمہ پیش خدمت ہے: اگر مومن دنیا سے اس حالت میں مر جائے کہ کل اہل زمین کے گناہوں کے برابر گناہ ہو تو بھی موت اس کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے گی۔ (بہر حال ہمارے مشائخ کا عقیدہ) ظاہر بات یہ ہے کہ ثقۃ الاسلام محمد بن یعقوب الکلینی قرآن میں تحریف اور نقصان کا عقیدہ رکھتا تھا۔ اسی لئے کہ انہوں نے اس مطلب کی روایات اپنی کتاب کافی میں بیان کی ہیں، اور ان روایات پر کوئی اعتراض بھی نہیں کیا باوجودیکہ انہوں نے اپنی کتاب کی ابتداء میں لکھا ہے کہ وہ اس کتاب میں وہی روایات درج کریں گے جن پر ان کو وثوق ہوگا، اور ایسے ہی ان کے استاد علی بن ابراہیم کا عقیدہ ہے۔ ان کی تفسیر روایات تحریف سے بھری پڑی ہے، اور قمی اس مسئلہ میں بہت غلو کرتا تھا۔ اور ایسے ہی شیخ احمد بن طالب طبرسی، وہ بھی ان دونوں کے نقش قدم پر اپنی کتاب احتجاج میں چلا ہے۔ (تفسیر صافی ص ۳۴)

ختم شد